ATLAS LAW FIRM
EXPERIENCE. DEDICATION. RESULTS.
• PERSONAL INJURY
• CRIMINAL DEFENSE
• FAMILY LAW
• BUSINESS LAW
9885106759 | www.AtlasLawFirm.com

روزنامہ
وفادارِ ہندوستان
حیدرآباد
HINDUSTAN URDU DAILY Hyderabad - TG
Editor In Chief : M.M. Ali Khan
R. N. I. No. 62210/95

ATLAS
BUILDERS & DEVELOPERS
RESIDENTIAL • COMMERCIAL • APARTMENTS • VILLAS
QUALITY CONSTRUCTION | RELIABLE SERVICE
8686341694 | www.AtlasBuilders.com

Sunday 08 November 2026 | صفحات (08) | قیمت (1: روپے) | ۱۴۴۷ھ | 08 نومبر 2026 | شمارہ (274) | جلد (2)

خصوصی اور قومی لوک عدالت کی تیاری تیز
پرنسپل ضلع جج نے ویرپور میں کی جائزہ میٹنگ

سپول، 6 نومبر (وس)۔ آئندہ 21 نومبر کو این آئی ایکٹ (قابل انتقال دستاویزات قانون) سے متعلق خصوصی لوک عدالت اور 12 دسمبر 2026 کو منعقد ہونے والی قومی لوک عدالت کی تیاریوں کو لے کر پرنسپل ضلع و سیشن جج اور ضلع قانونی خدمات اتھارٹی، سپول کے صدر راجیش کمار چن نے ویرپور کا دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے عدالتی افسران کے ساتھ جائزہ میٹنگ کر کے تیاریوں کا جائزہ لیا اور زیادہ سے زیادہ مقدمات کے تصفیے کے لیے ضروری ہدایات



نشاندہی کرنے کی ہدایت دی، جن کا باہمی رضامندی سے تصفیہ ممکن ہے۔ ساتھ ہی متعلقہ فریقین کو نوٹس جاری کرنے اور ان کی بروقت تعمیل یقینی بنانے پر زور دیا۔ اس کام میں پیرا لیگل رضاکاروں (پی ایل وی) کی مدد لینے کی بھی ہدایت دی گئی، تاکہ فریقین کو وقت پر اطلاع مل سکے اور وہ لوک عدالت میں حاضر ہو کر باہمی سمجھوتے سے اپنے تنازعات حل کرا سکیں۔ میٹنگ میں انہوں نے عدالتی افسران کو اپنی عدالتوں میں زیر التوا ایسے مقدمات کی نشاندہی کرنے کی ہدایت دی، جن کا باہمی رضامندی سے تصفیہ ممکن ہے۔ ساتھ ہی متعلقہ فریقین کو نوٹس جاری کرنے اور ان کی بروقت تعمیل یقینی بنانے پر زور دیا۔ اس کام میں پیرا لیگل رضاکاروں (پی ایل وی) کی مدد لینے کی بھی ہدایت دی گئی، تاکہ فریقین کو وقت پر اطلاع مل سکے اور وہ لوک عدالت میں حاضر ہو کر باہمی سمجھوتے سے اپنے تنازعات حل کرا سکیں۔ میٹنگ میں انہوں نے عدالتی افسران کو اپنی عدالتوں میں زیر التوا ایسے مقدمات کی نشاندہی کرنے کی ہدایت دی، جن کا باہمی رضامندی سے تصفیہ ممکن ہے۔ ساتھ ہی متعلقہ فریقین کو نوٹس جاری کرنے اور ان کی بروقت تعمیل یقینی بنانے پر زور دیا۔ اس کام میں پیرا لیگل رضاکاروں (پی ایل وی) کی مدد لینے کی بھی ہدایت دی گئی، تاکہ فریقین کو وقت پر اطلاع مل سکے اور وہ لوک عدالت میں حاضر ہو کر باہمی سمجھوتے سے اپنے تنازعات حل کرا سکیں۔ انہوں نے عدالتی افسران کو تجرائم پر قابو پانے، امن وامان، زیر التوا مقدمات کے حل اور ضلع میں پولیسنگ کے نظام کو بہتر بنانے کے حوالے سے کئی اہم ہدایات جاری کیں۔ میٹنگ نے آنے والی دیوالی، کالی پوجا اور چھٹ پوجا 2026 کے لیے پرامن اور محفوظ ماحول کو یقینی بنانے کے لیے خصوصی چوکسی کی ہدایت کی۔ ایس پی نے زیر التواء مقدمات کو بروقت حل کرنے، معیاری تفتیش کو یقینی بنانے اور سنگین اور اہم

قانونی خدمات اتھارٹی کے سکریٹری امیت گورو، ضلع و ایڈیشنل سیشن جج ویرپور دنکے شنکر، سول جج (جونیئر ڈویژن) و جوڈیشل مجسٹریٹ فرسٹ کلاس وکاس کمار اور جوڈیشل مجسٹریٹ فرسٹ کلاس رمیز الرحمن موجود بعد ازاں پرنسپل ضلع و سیشن جج نے ویرپور بار ایسوسی ایشن کے صدر اور سکریٹری کے ساتھ بھی میٹنگ کی۔ انہوں نے وکلا سے خصوصی اور قومی لوک عدالت کو کامیاب بنانے میں کوششوں سے زیادہ سے زیادہ مقدمات کا فوری اور خوشگوار ماحول میں تصفیہ یقینی بنانے کی جانب ضلع قانونی خدمات اتھارٹی کے سکریٹری امیت گورو نے پیرا لیگل رضاکاروں کے ساتھ میٹنگ کر کے انہیں لوک عدالتوں کے مقاصد اور اہمیت سے عوام کو واقف کرانے، متعلقہ فریقین تک نوٹس پہنچانے اور انہیں لوک عدالت میں شرکت کے لیے ترغیب دینے کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ پیرا لیگل رضاکار عدالت اور عام لوگوں کے درمیان ایک اہم رابطہ ہیں۔ اور لوک عدالتوں کی کامیابی میں ان کا کردار انتہائی اہم دورے کے دوران پرنسپل ضلع و سیشن جج راجیش کمار چن نے سکریٹری امیت گورو کے ساتھ ویرپور سب جیل کا بھی معائنہ کیا۔ انہوں نے خواتین کے وارڈ سمیت تمام وارڈوں، جیل اسپتال اور باورچی خانے کا جائزہ لیا۔ اس دوران قیدیوں کو فراہم کی جانے والی سہولیات، صفائی، کھانے کے معیار، طبی انتظامات اور خواتین قیدیوں کی خصوصی ضروریات کے بارے میں معلومات حاصل انہوں نے قیدیوں سے براہ راست بات چیت کر کے ان کے مسائل بھی سنے اور جیل انتظامیہ کو صفائی، صحت، معیاری کھانے اور دیگر بنیادی سہولیات مقررہ معیار کے مطابق فراہم کرنے کی ہدایت دی۔ ساتھ ہی خواتین قیدیوں کی حفاظت، عزت اور خصوصی ضروریات کا خیال رکھنے پر زور دیا۔ انہوں نے مستحق قیدیوں کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے اور انہیں ان کے قانونی حقوق سے واقف کرانے کی بھی ہدایت دی۔ پرنسپل ضلع و سیشن جج کا یہ دورہ جہاں لوک عدالتوں کی تیاریوں کے جائزے کے لحاظ سے اہم رہا، وہیں اس سے قانونی بیداری بڑھانے اور جیل میں قیدیوں کو فراہم کی جانے والی سہولیات کا جائزہ لینے میں بھی مدد ملی۔

امہا پنچایت میں جلد شروع ہوگا گوبر گیس پلانٹ
ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر نے کیا معائنہ

سپول، 6 نومبر (ہ س)۔ لوہیا سوچھ بھار ابھیان کے تحت سپول بلاک کی امہا گرام پنچایت میں گوبر دھن پروجیکٹ کے تحت تعمیر کیے گئے گوبر گیس پلانٹ کو جلد شروع کرنے کی تیاری تیز کر دی گئی ہے۔ اسی سلسلے میں جمعرات کے روز ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر اندر ویر کمار نے پلانٹ کا معائنہ کر کے اس کی موجودہ صورتحال اور اسے چلانے سے متعلق تیاریوں کا جائزہ لیا۔ معائنے کے دوران ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر نے متعلقہ افسران اور ایجنسی کے نمائندوں کو ضروری ہدایات دیتے ہوئے پلانٹ کو جلد فعال کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر ڈی آر ڈی اے کے ڈائریکٹر (اکاؤنٹس، انتظامیہ اور خود روزگار) آشوتوش کمار، ضلع کوآرڈینیٹر سوئم کماری، سپول کے بی پی ایم جیو یکا، بلاک کوآرڈینیٹر، عدان ایجنسی کے نمائندے وشال کمار اور سی ایل ایف کے



اراکین موجود معائنے کے دوران عدان ایجنسی کے نمائندے وشال کمار نے پلانٹ کو جلد شروع کرنے کے لیے ضروری کام انجام دینے پر رضامندی ظاہر کی اور اس کے کامیاب آپریشن کے لیے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر نے ایجنسی کو ہدایت دی کہ پلانٹ چلانے کے لیے مقامی ملازمین کو مناسب تربیت فراہم کی جائے، تاکہ اس کا باقاعدہ اور ہموار طریقے سے آپریشن ہو سکے۔ وہیں سی ایل ایف کے کاموں کی باقاعدگی سے نگرانی کریں اور پیش رفت کی رپورٹ ضلع صفائی دفتر کو فراہم کریں۔ ڈپٹی ڈیولپمنٹ کمشنر نے واضح کیا کہ گوبر دھن پروجیکٹ کو مقررہ مدت میں فعال کرنا انتظامیہ کی ترجیح ہے۔ اس کے لیے تمام متعلقہ محکموں، ایجنسی اور مقامی گروپوں کو باہمی تال میل کے ساتھ کام کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ پلانٹ شروع ہونے سے جہاں گوبر کا بہتر انتظام ممکن ہوگا۔

بگھا ایس پی نے ماہانہ کرائم میٹنگ کی
476 گرفتاریاں کیں اور 25.19 لاکھ روپے جرمانہ وصول کیا



بگھا، 6 نومبر۔ ضلعی سطح کی ماہانہ کرائم میٹنگ جمعرات کو بگھا پولیس ضلع کے پولیس آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی جس کی صدارت سپرنٹنڈنٹ آف پولیس راجیش کمار نے کی۔ میٹنگ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ہیڈکوارٹر، تمام ڈویژنل پولیس افسران، پولیس انسپکٹرز، سرکل انسپکٹرز، اسٹیشن ہاؤس آفیسرز اور مختلف برانچوں کے انچارجز نے شرکت کی۔ میٹنگ کے دوران ایس پی نے معلومات میں فوری کارروائی پر زور دیا۔ کرائم میٹنگ کے دوران ایس پی راجیش کمار نے اکتوبر کے مہینے میں بگھا پولیس ضلع کی کامیابیوں کی تفصیلات پیش کیں۔ ایس پی نے بتایا کہ اکتوبر کے مہینے میں بگھا پولیس ضلع میں کل 88.1350 لیٹر دیسی اور غیر ملکی شراب ضبط کی گئی۔ ساتھ ہی 45.2523 لیٹر شراب کو تلف کیا گیا۔ پولیس نے وارنٹ پر مطلوب آمد کے علاقے میں بھی قابل ذکر کارروائی کی۔

ذہنی صحت کے فروغ اور تندرستی کے موضوع پر خصوصی تربیتی پروگرام منعقد کیا گیا

پٹنہ، 6 نومبر۔ ویمن اینڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے آڈیٹوریم میں دماغی صحت کے فروغ اور تندرستی سے متعلق ایک خصوصی تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا مقصد شرکاء کے درمیان ذہنی صحت، جذباتی توازن، مثبت سوچ، اور بہتر ذاتی اور کام کی جگہ کی فلاح و بہبود کی سمجھ پیدا کرنا تھا۔ ویمن اینڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی منیجنگ ڈائریکٹر مسز عنایت خان تقریب کی مہمان خصوصی تھیں۔ کارپوریشن کی ایڈمنسٹریٹو آفیسر مسز منجوشا چندرا کے علاوہ ویمن اینڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے مختلف سیلوں کے افسران اور ملازمین موجود تھے۔ ٹریننگ پروگرام کا انعقاد مسٹر دنود کمار، اسسٹنٹ ہیڈ/لیڈ - ورلڈ ہیلنگ انڈیا نے کیا۔ مسز مدھولیکا منی، ہیلتھ لیڈ - ٹریننگ اور صلاحیت سازی؛ چاندنی، سینئر کوآرڈینیٹر - تربیت اور صلاحیت کی تعمیر؛ اور پریمیھا، سینئر کوآرڈینیٹر - تربیت اور صلاحیت کی تعمیر۔ یونیسیف کے چائلڈ پروٹیکشن آفیسر گارگی ساہا نے بھی ٹریننگ میں حصہ لیا۔ تربیت کے دوران، دماغی صحت اور جذباتی بہبود، PERMA ماڈل، جذباتی ذہانت، اور شکر گزاری جیسے اہم موضوعات پر سیشنز کا انعقاد کیا گیا۔



شرکاء کو ذہنی صحت اور جذباتی تندرستی کے مختلف جہتوں کو سمجھنے کے لیے ایک تصوراتی سرگرمی، ایک تین اچھی چیزیں" سرگرمی، گروپ ڈسکشنز اور عملی مشقیں فراہم کی گئیں۔ ان سرگرمیوں نے شرکاء کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ اپنے جذبات کو پہچانیں، مثبت تجربات پر توجہ دیں، اور شکر گزاری اور مثبت سوچ کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں شامل کریں۔ کارپوریشن کے مختلف سطحوں کے افسران اور ملازمین شمول 81 خواتین کی ہیلپ لائن کے عملے نے اس پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

شرکاء نے مختلف انٹرایکٹو سرگرمیوں میں حصہ لیا اور دماغی صحت، جذباتی توازن اور کام کی جگہ کے مثبت ماحول سے متعلق اپنے تجربات کا اشتراک کیا۔ تربیت کے دوران، PERMA ماڈل کے ذریعے مثبت جذبات، مشغولیت، تعلقات، معنی، اور کامیابی جیسے پہلوؤں پر تبادلہ خیال کیا گیا، اور کام کی جگہ اور ذاتی زندگی میں ان کے عملی استعمال کی وضاحت کی گئی۔ جذباتی ذہانت نے اپنے اور دوسروں کے جذبات کو سمجھنے اور مثبت جواب دینے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ پروگرام نے شرکاء کو بتایا کہ دماغی صحت صرف ایک ذاتی مسئلہ نہیں ہے، بلکہ موثر کارکردگی، بہتر باہمی تعلقات، اور کام کی جگہ کے مثبت ماحول کے لیے بھی ایک اہم بنیاد ہے۔ ٹریننگ نے شرکاء کو اپنی ذہنی اور جذباتی تندرستی کا زیادہ خیال رکھنے اور کام کی جگہ پر صحت مند اور معاون ماحول کو فروغ دینے کی ترغیب دی۔

بی پی ایس سی 71 ویں مینس امتحان کے نتائج کا اعلان، 3392 امیدوار کامیاب

پٹنہ، 6 نومبر (وس)۔ بہار پبلک سروس کمیشن (بی پی ایس سی) نے 71 ویں مشترکہ مسابقتی امتحان کے مینس کا نتیجہ جمعہ کے روز جاری کر دیا۔ اس امتحان میں مجموعی طور پر 3392 امیدوار کامیاب قرار دیے گئے ہیں۔ کمیشن نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' کے ذریعے نتیجے کے اعلان کی اطلاع دیتے ہوئے کامیاب امیدواروں کو مبارک باد دی اور ان کے روشن مستقبل کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ بی پی ایس سی کے مطابق 1298 آسامیوں پر تقرری کے لیے منعقدہ مینس امتحان میں مجموعی طور پر 14261 امیدوار شامل ہوئے تھے، جن میں سے 3392 امیدواروں نے کامیابی حاصل کی ہے۔ کمیشن نے بتایا کہ امیدوار چند گھنٹوں بعد اس کی سرکاری ویب سائٹ bpsc.bihar.gov.in پر اپنا نتیجہ دیکھ سکیں گے قابل ذکر ہے کہ 71 ویں مشترکہ مسابقتی امتحان کا مینس امتحان 25 سے 30 اپریل 2026 کے درمیان منعقد کیا گیا تھا۔ مقررہ پروگرام کے مطابق 25 اپریل کو جنرل ہندی اور مضمون نویسی، 27 اپریل کو جنرل اسٹڈیز اول، 28 اپریل کو جنرل اسٹڈیز دوم، 29 اپریل کو اختیاری مضمون کا معروضی اور 30 اپریل کو اختیاری مضمون کا تشریحی امتحان لیا گیا تھا۔ مینس امتحان میں کامیاب امیدوار اب انٹرویو کے اگلے مرحلے کی تیاری میں مصروف ہوں گے۔



پٹنہ میں پیکس صدر قتل معاملے کے تین ملزمین پولیس انکاؤنٹر میں ہلاک، تھانہ انچارج زخمی
اہل خانہ نے انکاؤنٹر کو فرضی قرار دیتے ہوئے غیر جانبدارانہ جانچ کا مطالبہ کیا

پٹنہ، 6 نومبر (وس)۔ بہار کے پٹنہ ضلع کے منیر تھانہ علاقے میں جمعہ کی صبح پولیس اور مبینہ جرائم پیشہ افراد کے درمیان تصادم میں پیکس صدر قتل معاملے کے تین مبینہ ملزمین ہلاک ہو گئے، جبکہ منیر تھانہ انچارج رنجی کمار بھی گولی لگنے سے زخمی ہو گئے۔ پولیس کے مطابق دونوں جانب سے تقریباً 20 منٹ تک فائرنگ ہوئی، جس میں مجموعی طور پر 42 راؤنڈ گولیاں چلائی گئیں۔ پٹنہ کے سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ایس ایس پی) کارتیکے کمار شرما نے جمعہ کو میڈیا کو بتایا کہ صبح تقریباً 4:30 بجے پٹنہ ایس ٹی ایف اور ضلع پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ منیر کے شیر پور علاقے میں کچھ جرائم پیشہ افراد کسی بڑی واردات کو انجام دینے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اطلاع ملتے ہی ایس ٹی ایف اور منیر تھانہ انچارج رنجی کمار کی قیادت میں پولیس ٹیم موقع پر پہنچی۔ ایس ایس پی کے مطابق پولیس

ہلاک ہے پی یادو کے بھائی رام آشیش یادو نے پولیس کارروائی پر سوال اٹھاتے ہوئے اسے فرضی انکاؤنٹر قرار دیا ہے۔ ان کا الزام ہے کہ پولیس نے پہلے رنکو مالی سمیت تینوں کو ان کے گھروں سے اپنے ساتھ لے گیا اور پھر پٹنہ کے منیر کے علاوہ بھوجپور ضلع میں بھی جمعہ کے روز پولیس اور جرائم پیشہ افراد کے درمیان انکاؤنٹر ہوا۔ وہاں ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر قتل معاملے کے ایک شوٹر کو گولی لگنے کی اطلاع ہے۔ ریاست میں ایک ہی دن دو پولیس انکاؤنٹر کے بعد وزیر اعلیٰ سمراٹ چودھری نے اعلیٰ سطحی میٹنگ طلب کی ہے۔ اس میٹنگ میں ریاست کی مجموعی امن وقانون کی صورتحال

ان کے بھائی سمیت تینوں ہلاک شدگان نامزد ملزم نہیں تھے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ پولیس نے غلط طریقے سے جان لے رام آشیش یادو نے پورے معاملے کی غیر جانبدارانہ جانچ کرانے، قصوروار پولیس اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انکاؤنٹر کے بعد تینوں لاشوں کو داناپور سب ڈویژنل اسپتال لے جایا گیا، جہاں اہل خانہ اور دیگر لوگوں نے ہنگامہ کیا۔ اسی دوران اسپتال کے احاطے میں موجود لوگوں نے مبینہ طور پر رنکو مالی کی پٹائی کر دی۔ ہلاک شدگان کے اہل خانہ کا الزام ہے کہ پولیس کارروائی سے پہلے رنکو مالی سمیت تینوں کو ان کے گھروں سے اپنے ساتھ لے گیا اور پھر پٹنہ کے منیر کے علاوہ بھوجپور ضلع میں بھی جمعہ کے روز پولیس اور جرائم پیشہ افراد کے درمیان انکاؤنٹر ہوا۔ وہاں ریٹائرڈ اسسٹنٹ کمشنر قتل معاملے کے ایک شوٹر کو گولی لگنے کی اطلاع ہے۔ ریاست میں ایک ہی دن دو پولیس انکاؤنٹر کے بعد وزیر اعلیٰ سمراٹ چودھری نے اعلیٰ سطحی میٹنگ طلب کی ہے۔ اس میٹنگ میں ریاست کی مجموعی امن وقانون کی صورتحال

فرضی آئی ڈی کے ذریعے 98 لاکھ روپے کی تنخواہ کا غبن

بھاگلپور، 6 نومبر (وس)۔ بھاگلپور میں ایک فرضی خاتون ٹیچر کی آئی ڈی بنا کر 98 لاکھ 12 ہزار روپے کی تنخواہ غیر قانونی طور پر ادا کرنے اور سرکاری رقم کے غبن کا سنسنی خیز معاملہ سامنے آنے کے بعد محکمہ تعلیم میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ اس بڑے مالیاتی گھوٹالے کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے محکمہ تعلیم کے ہیڈکوارٹر نے پورے بہار میں ادائیگی کے نظام کو مزید سخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ محکمہ کے ذرائع کے مطابق ہیومن ریسورس مینجمنٹ سسٹم (ایچ آر ایم ایس) کے ذریعے ہونے والی تنخواہوں کی ادائیگی کے عمل میں فوری طور پر نئے ضابطے نافذ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اب اساتذہ کی تنخواہ جاری کرنے سے پہلے ان کی مراحل میں ان کی شناخت اور متعلقہ دستاویزات کی تصدیق لازمی ہوگی، تاکہ کسی بھی فرضی یا غلط بھگت کے ذریعے سرکاری رقم کے غبن کے

بھارت میں غیر فوسل ایندھن پر مبنی توانائی کے شعبے میں 220 ارب امریکی ڈالر سے زائد کی سرمایہ کاری ہوگی: پرہلاد جوشی



نئی دہلی، 6 نومبر۔ ایم این این۔ مرکزی وزیر پرہلاد جوشی نے جمعرات کو کہا کہ 2030 تک غیر فوسل ایندھن پر مبنی مزید 190 گیگاواٹ (GW) صلاحیت کے اضافے کے لیے درکار 220 ارب امریکی ڈالر سے زیادہ کی سرمایہ کاری حاصل ہوگی۔ نئی اور قابل تجدید توانائی کی وزارت کے وزیر نے یہاں بھارت رینیوایبل انرجی سمٹ اینڈ ایکسپو 2026 کے موقع پر صحافیوں کو بتایا کہ 2030 تک 500 گیگاواٹ صلاحیت کے ہدف میں سے، ملک نے غیر فوسل ایندھن پر مبنی بجلی پیدا کرنے کی 310 گیگاواٹ کی تنصیبی صلاحیت کو عبور کر لیا ہے۔ جوشی نے کہا، برانڈ انڈیا کوئی ایسا بلبلہ نہیں ہے جو پھٹ جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ 2030 تک مزید 190 گیگاواٹ صلاحیت حاصل کرنے کے لیے ہمیں درکار 220 ارب امریکی ڈالر سے بھی زیادہ سرمایہ کاری ملے گی۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ بھارت میں یہ شعبہ تیزی سے ترقی کر رہا ہے، وزیر نے کہا کہ گزشتہ دو سالوں میں 7 لاکھ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری آئی ہے، جس میں ملکی سرمایہ کاری اور غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری دونوں شامل ہیں۔ جوشی نے بتایا کہ پہلی 100 گیگاواٹ کمین انرجی (صاف توانائی) کی صلاحیت نصب کرنے میں 10 سال لگے، جبکہ اگلی 100 گیگاواٹ صلاحیت 7 سال میں نصب کی گئی۔ تاہم، حالیہ 100 گیگاواٹ کا اضافہ صرف دو سال کے عرصے میں مکمل ہوا۔ وزیر نے کہا کہ صاف توانائی کی تنصیبات کی رفتار میں اضافہ جاری رہے گا اور بھارت وقت پر 500 گیگاواٹ کا ہدف پورا کر لے گا۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی ہدایت کے مطابق مزید 300 گیگاواٹ صلاحیت شامل کرنے کے لیے حکمت عملی بھی تیار کی جائے گی۔ جوشی نے یہ بھی کہا کہ بھارت نے سپلائی چین میں خلل (رکاوٹوں) سے سبق سیکھا ہے اور وہ ایسی صورتحال کے لیے تیار رہنے پر کام کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت منڈیم نے دنیا بھر سے پالیسی سازوں، سرمایہ کاروں، صنعت کے رہنماؤں اور جدت پسندوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا ہے۔ 135 سے زائد ممالک کی شرکت کے ساتھ، یہ سربراہی اجلاس قابل تجدید توانائی کے لیے بھارت کے سب سے بڑے عالمی پلیٹ فارمز میں سے ایک کے طور پر ابھرا ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ یہ پہلا موقع ہے جب قابل تجدید توانائی کے شعبے میں تین اہم تقریبات ایک ساتھ منعقد کی گئی ہیں؛ ان میں ملکی اور بین الاقوامی اسٹیک ہولڈرز کی بھرپور شرکت، بھارت کی قابل تجدید توانائی کی ترقی کی داستان پر عالمی اعتماد کا مظہر ہے۔

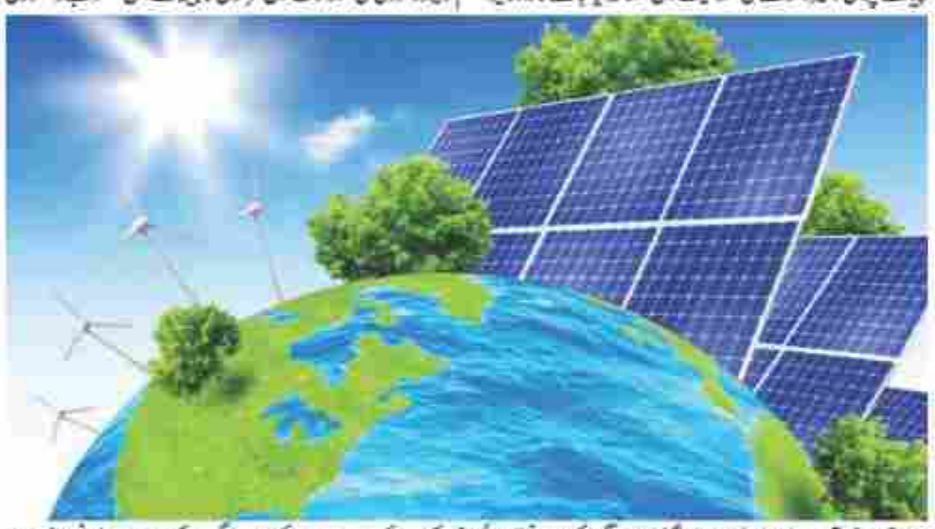
بھارتی دواساز کمپنی ڈاکٹر ریڈیز کو برازیل میں اوزیمپک کی سستی متبادل دوا فروخت کرنے کی منظوری مل گئی

حیدرآباد، 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارت کی معروف دواساز کمپنی ڈاکٹر ریڈیز لیبارٹریز کو برازیل میں ذیابیطس کی مقبول دوا اوزیمپک (Ozempic) کے جنیرک متبادل کی فروخت کی منظوری مل گئی ہے۔ اس پیش رفت سے بھارتی کمپنی کو لاطینی امریکہ کی ایک بڑی ادویاتی منڈی میں اپنی موجودگی مضبوط کرنے کا موقع ملے گا۔ برازیل کے ادویات کے نگران ادارے انویسا (ANVISA) نے ڈاکٹر ریڈیز کی تیار کردہ سیمیگلوٹائڈ (Semaglutide) انجیکشن کو ٹائپ ٹو ذیابیطس کے بالغ مریضوں کے علاج کے لیے منظوری دی ہے۔ یہ دوا ان مریضوں کے لیے استعمال کی جاسکے گی جن کی شوگر غذا، ورزش اور دیگر علاج کے باوجود مناسب طور پر قابو میں نہیں آ رہی۔ سیمیگلوٹائڈ وہی فعال جزو ہے جو ڈنمارک کی دواساز کمپنی نووو نورڈسک کی مشہور ادویات اوزیمپک اور وےگووی میں استعمال ہوتا ہے۔ ان ادویات نے حالیہ برسوں میں ذیابیطس اور موٹاپے کے علاج کی عالمی منڈی میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کی ہے۔ ڈاکٹر ریڈیز کی جنیرک دوا ہفتے میں ایک مرتبہ استعمال کی جائے گی اور پہلے سے بھری ہوئی انجیکشن پین کی شکل میں دستیاب ہوگی۔ اسے دو مختلف مقداروں، 2 ملی گرام اور 4 ملی گرام، میں پیش کیا جائے گا۔ برازیل میں 20 سے 79 سال کی عمر کے تقریباً ایک کروڑ 66 لاکھ افراد ذیابیطس کا شکار ہیں۔ مریضوں کی تعداد کے اعتبار سے برازیل دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے، جبکہ ملک میں ذیابیطس کے علاج کے لیے سیمیگلوٹائڈ کی منڈی تقریباً 24 کروڑ 46 لاکھ امریکی ڈالر کی ہے۔ ڈاکٹر ریڈیز کے گلوبل جینرکس شعبے کے چیف ایگزیکٹو ایم وی رمنا نے کہا کہ کمپنی کا مقصد ایسی منڈیوں میں جدید علاج کی دستیابی بڑھانا ہے جہاں مریضوں کی ضروریات زیادہ ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ کمپنی برازیل کی دواساز کمپنی آپے (Aché) کے اشتراک سے سیمیگلوٹائڈ متعارف کرانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ اس سے قبل اپریل میں برازیل کے نگران ادارے نے ضروری ضابطہ جاتی شرائط پوری نہ ہونے کے باعث دوا کی منظوری روک دی تھی، تاہم اب متعلقہ تقاضے پورے ہونے کے بعد اسے مارکیٹنگ کی اجازت دے دی گئی ہے۔ بھارتی کمپنی سیمیگلوٹائڈ کی جنیرک ادویات کو اپنی عالمی ترقی کی تحت عملی کا اہم حصہ بنا رہی ہے۔ کمپنی بھارت کے علاوہ لاطینی امریکہ، افریقہ کی دیگر منڈیوں میں بھی اس دوا کو متعارف کرانے کی تیاری کر رہی ہے۔ اس سال کے اوائل میں کینیڈا میں سیمیگلوٹائڈ کی بعض کھیپوں میں ایک غیر مطلوبہ مادہ پائے جانے کے بعد کمپنی نے انہیں واپس منگوا لیا تھا۔ ڈاکٹر ریڈیز اب کینیڈا میں بھی دوا کو دوبارہ متعارف کرانے کا منصوبہ رکھتی ہے۔ برازیل میں ذیابیطس اور وزن کم کرنے کی ادویات کی بڑھتی ہوئی طلب کے باعث ان کی قیمت اور دستیابی ایک اہم مسئلہ بن چکی ہے۔ ایسے حالات میں منظور شدہ جنیرک ادویات کی آمد سے مسابقت بڑھنے اور علاج کے اخراجات کم ہونے کی توقع ہے، تاہم ڈاکٹر ریڈیز نے ابھی اپنی دوا کی حتمی قیمت یا فروخت شروع کرنے کی تاریخ کا اعلان نہیں کیا ہے۔ اس منظوری کو بھارتی دواساز صنعت کی بین الاقوامی توسیع میں ایک اہم پیش رفت سمجھا جا رہا ہے۔ اس سے بھارت کی جنیرک ادویات بنانے والی کمپنیوں کے لیے لاطینی امریکہ کی بڑی منڈیوں میں نئے تجارتی مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔

بھارت کا توانائی ذخیرہ کرنے کے منصوبوں کے لیے 1.5 ارب ڈالر کا بڑا اعلان

نئی دہلی، 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارت نے قابل تجدید توانائی کے شعبے کو مزید مضبوط بنانے اور بجلی کی مسلسل فراہمی یقینی بنانے کے لیے تقریباً 5.1 ارب امریکی ڈالر، یعنی 500,14 کروڑ روپے کی مالی امداد کی منظوری دے دی ہے۔ اس منصوبے کے تحت ملک بھر میں بڑے پیمانے پر بجلی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کیا جائے گا۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت میں مرکزی کابینہ نے اس منصوبے کو منظوری دی، جس کے تحت 2031 تک 92 گیگاواٹ گھنٹے کی اضافی توانائی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت تیار کی جائے گی۔ مرکزی وزیر اشونی ویشنو نے بتایا کہ اس اسکیم کا مقصد شمسی اور ہوائی توانائی سے پیدا ہونے والی اضافی بجلی کو ذخیرہ کرنا ہے تاکہ اسے رات کے وقت یا زیادہ طلب کے دوران استعمال کیا جا سکے۔ بھارت میں اس وقت تقریباً 54 گیگاواٹ گھنٹے کی گرڈ سطح کی توانائی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے، جبکہ حکومت نے مالی سال 2031-32 تک مطلوبہ صلاحیت کو 411 گیگاواٹ گھنٹے تک پہنچانے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ نئی اسکیم کے تحت 60 گیگاواٹ گھنٹے کی صلاحیت پن بجلی کے پمپڈ اسٹوریج منصوبوں، 30 گیگاواٹ گھنٹے بیٹری اسٹوریج سسٹمز اور مزید دو گیگاواٹ گھنٹے جدید متبادل ٹیکنالوجیوں کے ذریعے حاصل کی جائے گی۔ حکومت کو توقع ہے کہ 600,97 کروڑ روپے، یعنی 10 ارب ڈالر سے زیادہ کی مجموعی سرمایہ کاری کو فروغ ملے گا۔ بھارت میں شمسی اور ہوائی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 2017 کے بعد تقریباً چار گنا بڑھ کر 230 گیگاواٹ تک پہنچ چکی ہے، جو ملک کی مجموعی نصب شدہ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت کا تقریباً 41 فیصد ہے۔ تاہم قابل تجدید توانائی کے شعبے میں تیز رفتار ترقی کے باوجود بجلی ذخیرہ کرنے کی محدود سہولیات ایک اہم چیلنج بنی ہوئی ہیں۔ شمسی توانائی دن کے وقت زیادہ پیدا ہوتی ہے، لیکن سورج غروب ہونے کے بعد اس کی پیداوار رک جاتی ہے۔ اسی طرح ہوا سے پیدا ہونے والی بجلی بھی موسمی حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ نئی اسکیم کے ذریعے اس مسئلے کو حل کرنے اور بجلی کے موجود تر سیلی انظام کا بہتر استعمال یقینی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ حکومت نے مقامی صنعت کو فروغ دینے کے لیے بیٹری اسٹوریج منصوبوں میں کم از کم 40 فیصد مقامی ساخت مواد استعمال کرنے کی شرط بھی رکھی ہے۔ اس سے بھارتی کمپنیوں کو جدید بیٹریوں اور متعلقہ آلات کی تیاری میں نئے مواقع ملنے کی توقع ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی کابینہ نے لیتھیم، نکل اور دیگر اہم معدنیات کی مقامی پروسیسنگ کو فروغ دینے کے لیے تقریباً 800,2 کروڑ روپے کی ایک الگ اسکیم کو بھی منظوری دی ہے۔ یہ معدنیات الیکٹرک گاڑیوں، بیسی کنڈ کٹرز، جدید بیٹریوں، الیکٹرانکس اور دفاعی ساز و سامان کی تیاری میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ حکومت کا مقصد ان شعبوں میں درآمدات پر انحصار کم کرنا اور مقامی صنعتی صلاحیتوں کو مضبوط بنانا ہے۔ توانائی کے شعبے کے ماہرین کے مطابق بڑے پیمانے پر بجلی ذخیرہ کرنے کی سہولیات بھارت کو کوئلے پر انحصار کم کرنے، قابل تجدید توانائی کا بہتر استعمال کرنے اور بجلی کی فراہمی کو زیادہ مستحکم بنانے میں مدد دے سکتی ہیں۔

بھارت کے زرعی شعبے میں 116 گیگاواٹ شمسی توانائی کی گنجائش مقامی صنعت اور کسانوں کے لیے بڑے مواقع



نئی دہلی۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارت کے زرعی شعبے میں شمسی توانائی کے استعمال کو وسعت دینے سے مزید 116 گیگاواٹ سولر ماڈیولز کی طلب پیدا ہو سکتی ہے۔ اس پیش رفت سے ملک کی مقامی سولر مینوفیکچرنگ صنعت کو بڑے پیمانے پر فروغ ملنے کے ساتھ کسانوں کو بجلی اور ڈیزل پر انحصار کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ انڈین سولر مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (ISMA) کی ایک نئی رپورٹ کے مطابق زرعی آبپاشی کے پمپوں کو شمسی توانائی پر منتقل کرنا بھارت کی صاف توانائی کی حکمت عملی کا اہم حصہ بن سکتا ہے۔ رپورٹ میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ بجلی کے گرڈ سے منسلک آبپاشی پمپوں کو شمسی توانائی پر منتقل کرنے سے تقریباً 100 گیگاواٹ، جبکہ ڈیزل سے چلنے والے پمپوں کی تبدیلی سے مزید 16 گیگاواٹ سولر ماڈیولز کی طلب پیدا ہو سکتی ہے۔ اس تخمینے میں زیرِ زمین پانی کی شدید قلت والے علاقوں کے پمپ شامل نہیں ہیں۔ بھارت میں اس وقت تقریباً 2 کروڑ 30 لاکھ آبپاشی پمپ موجود ہیں۔ ان کی بڑی تعداد کو شمسی توانائی سے منسلک کرنے سے نہ صرف زرعی شعبے کی توانائی ضروریات پوری کرنے میں مدد ملے گی بلکہ بھارتی سولر پینل بنانے والی کمپنیوں کے لیے ایک وسیع اور طویل مدتی منڈی بھی پیدا ہوگی۔ مرکزی حکومت کی پردھان منتری کسان اُرجا سرکشا ایوم اُتھان مہا ابھیان (پی ایم کسم) اسکیم اس تبدیلی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ مالی سال 2025-26 کے دوران اس اسکیم کے تحت ریکارڈ 6.7 گیگاواٹ شمسی توانائی کی صلاحیت شامل کی گئی، جبکہ جولائی 2026 تک 28 لاکھ سے زیادہ آبپاشی پمپ شمسی توانائی سے منسلک کیے جا چکے تھے۔ اسکیم کے تحت مقامی طور پر تیار کردہ سولر آلات کے استعمال کی شرط نے بھی بھارتی مینوفیکچررز کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اکتوبر 2026 تک متعلقہ منصوبوں کے تحت 8.13 گیگاواٹ صلاحیت نصب کی جا چکی تھی، جو مقامی صنعت کے لیے ابتدائی طور پر متوقع 8.20 گیگاواٹ طلب کا تقریباً دو تہائی حصہ ہے۔ بھارت میں زرعی شعبہ بجلی استعمال کرنے والے بڑے شعبوں میں شامل ہے اور ملک کی مجموعی بجلی کھپت کا تقریباً 17.88 فیصد حصہ استعمال کرتا ہے۔ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کی جانب سے زرعی اور دیگر صارفین کے لیے فراہم کی جانے والی سبسڈی کی مجموعی رقم مالی سال 2019-20 میں 21.1 لاکھ کروڑ روپے سے بڑھ کر مالی سال 2024-25 میں 41.2 لاکھ کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ زرعی پمپوں اور بجلی فراہم کرنے والے فیڈرز کو شمسی توانائی سے منسلک کرنے سے کسانوں کو بجلی کی بہتر دستیابی کے ساتھ سرکاری سبسڈی کے مالی دباؤ کو کم کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

شمسی توانائی کے شعبے کے ماہرین کے مطابق اس تبدیلی سے بھارت میں سولر ویفرز، سیلز اور دیگر متعلقہ آلات کی مقامی تیاری میں سرمایہ کاری بڑھ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں روزگار کے نئے مواقع اور توانائی کے بنیادی ڈھانچے میں بہتری کی توقع ہے۔ تاہم اس وسیع صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کے لیے ریاستی حکومتوں کو واضح اہداف مقرر کرنے، طویل مدتی خریداری کے منصوبے تیار کرنے اور سولر منصوبوں کے لیے زمین، قانونی منظوریوں اور گرڈ کنکشن کے مسائل حل کرنے ہوں گے۔ مقامی صنعت کو مضبوط بنانے کے لیے سلیکون ویفرز اور انگوٹس جیسے بنیادی اجزا کی بھارت میں تیاری بڑھانے کی ضرورت بھی ظاہر کی گئی ہے، تاکہ درآمدی سامان پر انحصار کم کیا جا سکے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر زرعی شعبے میں شمسی توانائی کی منتقلی منصوبہ بندی کے مطابق آگے بڑھی تو اس سے کسانوں کی پیداواری لاگت کم کرنے، دیہی معیشت کو مضبوط بنانے اور بھارت کی صاف توانائی کی صنعت کو وسعت دینے میں مدد مل سکتی ہے۔ 116 گیگاواٹ کا تخمینہ فی الحال تمکنہ طلب کی نشاندہی کرتا ہے، نہ کہ منظور شدہ منصوبوں کی مجموعی صلاحیت۔ اسے عملی سرمایہ کاری اور تخصیصات میں تبدیل کرنا حکومتی پالیسیوں، ریاستی سطح پر عمل درآمد اور مقامی صنعت کی پیداواری صلاحیت پر منحصر ہوگا۔

بھارتی اسٹاک مارکیٹ میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا تقریباً چھ سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا

ممبئی، 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارتی اسٹاک مارکیٹ میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کی زبردست واپسی دیکھنے میں آئی ہے۔ خام تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی اور مصنوعی ذہانت (AI) سے منسلک کمپنیوں کے حصص میں گراوٹ کے درمیان غیر ملکی سرمایہ کاروں نے ایک ہی دن میں تقریباً 796,14 کروڑ روپے (6,1 ارب ڈالر) کے بھارتی حصص خریدے۔ یہ فروری 2021 کے بعد کسی ایک دن میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی سب سے بڑی آمد ہے۔ جمعرات، 5 نومبر کو سامنے آنے والے عارضی اعداد و شمار کے مطابق عالمی سرمایہ کاروں نے بھارتی مارکیٹ میں بڑے پیمانے پر خریداری کی۔ اس سے قبل 24 فروری 2021 کو تقریباً 739,28 کروڑ روپے کی خریداری ریکارڈ کی گئی تھی، جس میں ایک بڑی بلاک ڈیل بھی شامل تھی۔ بھارتی مارکیٹ میں سرمایہ کاری کا یہ نیا رجحان عالمی سرمایہ کاروں کی ترجیحات میں تبدیلی کی نشاندہی کرتا ہے۔ گزشتہ کئی ماہ کے دوران سرمایہ کار مصنوعی ذہانت سے وابستہ امریکی اور دیگر ٹیکنالوجی کمپنیوں کی طرف زیادہ متوجہ تھے، لیکن ان کمپنیوں کے حصص میں حالیہ فروخت کے بعد عالمی فنڈز اپنی سرمایہ کاری کا رخ تبدیل کر رہے ہیں۔ بھارت، جو دنیا کے بڑے خام تیل درآمد کرنے والے ممالک میں شامل ہے، تیل کی بلند قیمتوں سے متاثر ہوا تھا۔ تاہم حالیہ دنوں میں خام تیل کی قیمتوں میں نمایاں کمی نے بھارتی معیشت اور کمپنیوں کے منافع کے امکانات کو بہتر بنا دیا ہے۔ ماہرین کے مطابق بھارتی کمپنیوں کی آمدنی میں متوقع اضافہ، حصص کی نسبتاً مناسب قیمتیں اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کی محدود موجودہ حصے داری بھارتی مارکیٹ کو دوبارہ پرکشش بنا رہی ہیں۔ گزشتہ پانچ کاروباری سیشنز کے دوران غیر ملکی سرمایہ کاروں نے مجموعی طور پر تقریباً 835,20 کروڑ روپے کے بھارتی حصص خریدے ہیں۔ یہ رجحان اس لیے بھی اہم ہے کہ اکتوبر تک رواں سال کے دوران غیر ملکی سرمایہ کار بھارتی مارکیٹ سے ریکارڈ 30 ارب ڈالر نکال چکے تھے۔ بھارتی اسٹاک مارکیٹ کے دونوں بڑے اشاریوں میں بھی زبردست تیزی دیکھی گئی۔ جمعرات کو فٹی 50 تقریباً 4.2 فیصد اضافے کے ساتھ 60,536,24 پوائنٹس پر بند ہوا، جبکہ سینسیکس 01,310,79 پوائنٹس تک پہنچ گیا۔ گزشتہ چھ کاروباری سیشنز میں دونوں اشاریوں میں آٹھ فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا ہے، جو ایک سال کے دوران مسلسل تیزی کا طویل ترین سلسلہ ہے۔ عالمی سرمایہ کاری رجحانات میں تبدیلی کے ساتھ امریکہ کے وسط مدتی انتخابات کے نتائج نے بھی مارکیٹ کے اعتماد کو سہارا دیا ہے۔ سرمایہ کاروں کو توقع ہے کہ امریکی تجارتی اور ٹیرف پالیسی میں نسبتاً محتاط رویہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ امریکی ڈالر کی قدر میں نرمی اور امریکی سرکاری بانڈز پر منافع کی شرح میں کمی نے بھی ابھرتی ہوئی معیشتوں میں سرمایہ کاری کے امکانات بہتر کیے ہیں۔ معاشی ماہرین کے مطابق اگر خام تیل کی قیمتیں نسبتاً کم رہتی ہیں اور بھارتی کمپنیوں کی آمدنی میں بہتری جاری رہتی ہے تو غیر ملکی سرمایہ کاری کا مثبت رجحان مزید مضبوط ہو سکتا ہے۔ تاہم عالمی مالیاتی منڈیوں میں اتار چڑھاؤ، جغرافیائی سیاسی کشیدگی اور امریکی اقتصادی پالیسی میں ممکنہ تبدیلیاں اب بھی اہم خطرات ہیں۔ تازہ پیش رفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی سرمایہ کار مصنوعی ذہانت سے وابستہ مہنگے حصص کے متبادل کے طور پر بھارت جیسی بڑی ابھرتی ہوئی معیشتوں پر دوبارہ توجہ دے رہے ہیں۔ تقریباً چھ سال کی سب سے بڑی یومیہ غیر ملکی خریداری بھارتی اسٹاک مارکیٹ کے لیے ایک اہم پیش رفت ہے، اگرچہ اس رجحان کا طویل مدت تک برقرار رہنا عالمی معاشی حالات پر منحصر ہوگا۔

بھارتی جنگی جہازوں میں غیر ملکی انجنوں پر انحصار ختم کرنے کی تیاری

نئی دہلی، 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارت نے اپنی بحریہ کے جنگی جہازوں کو غیر ملکی انجنوں پر انحصار سے آزاد کرنے کی سمت ایک اہم قدم اٹھایا ہے۔ وزارت دفاع نے جنگی جہازوں کے لیے مقامی سطح پر میرین گیس ٹربائن انجنوں کے ڈیزائن، تیاری اور خریداری کی منظوری دے دی ہے۔ اس فیصلے کو دفاعی خود کفالت اور بحری سلامتی کے لیے اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔ بھارت نے گزشتہ ایک دہائی کے دوران جدید جنگی جہازوں اور آبدوزوں کی مقامی تعمیر میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے، لیکن ان جہازوں کو چلانے والے طاقتور انجنوں کے لیے اب بھی بڑی حد تک غیر ملکی کمپنیوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ بھارتی بحریہ کے متعدد جنگی جہازوں میں یوکرین کی کمپنی زوریا ماش پروجیکٹ کے تیار کردہ گیس ٹربائن انجن نصب ہیں، جبکہ امریکی کمپنی جی ای ایرو اسپیس کے LM2500 انجن شپ الک اور ایڈمرل کلاس فریگیٹس کے علاوہ بھارت کے پہلے مقامی طیارہ بردار جہاز آئی این ایس وکرانت میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ روس اور یوکرین کی جنگ نے اس انحصار کے خطرات کو واضح کر دیا تھا۔ جنگ کے باعث انجنوں، ضروری پرزوں اور مرمت کی خدمات کی فراہمی متاثر ہوئی، جس کے نتیجے میں بھارتی بحریہ کے دو جنگی جہازوں آئی این ایس تشیل اور آئی این ایس تمل کی فراہمی میں دو سال سے زیادہ تاخیر ہوئی۔ اس صورتحال کے پیش نظر بھارت نے اپنی مقامی انجن سازی کی صلاحیت بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جون 2026 میں وزارت دفاع نے بھارت فورج کو 12 میرین گیس ٹربائن جنریٹر سسٹمز فراہم کرنے کا معاہدہ دیا، جن میں 60 فیصد مقامی مواد استعمال کرنے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ یہ جنریٹر جنگی جہازوں کے ہتھیاروں، ریڈار اور دیگر برقی نظاموں کو بجلی فراہم کریں گے۔ اس کے بعد ستمبر 2026 میں حکومت نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے جنگی جہازوں کو حرکت دینے کے لیے 24 سے 28 میگاواٹ صلاحیت کے مقامی گیس ٹربائن انجن تیار کرنے کی منظوری دی۔ تاہم ان انجنوں کی تیاری کے لیے کمپنی کا انتخاب ابھی باقی ہے۔ بھارت فورج آندھرا پردیش کے وشاکھاپٹنم میں گیس ٹربائن انجنوں کی مرمت، تیاری اور جانچ کے لیے ایک جدید مرکز قائم کرنے کی منصوبہ بندی بھی کر رہی ہے۔ اس منصوبے سے ملکی دفاعی صنعت میں بھی تکنیکی صلاحیتیں پیدا ہونے کی توقع ہے۔ بھارت اس سے قبل 2008 میں کاویری گیس ٹربائن کا بحری ورژن تیار اور تجربہ کر چکا ہے، لیکن اسے عملی طور پر جنگی جہازوں میں استعمال نہیں کیا جا سکا تھا۔ اب دفاعی تحقیق و ترقی کی تنظیم ڈی آر ڈی او اور نجی صنعت کے اشتراک سے اس شعبے میں پیش رفت تیز کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ نے بھی فروری 2026 میں مقامی گیس ٹربائن منصوبوں کا جائزہ لیتے ہوئے تحقیق، صنعت اور تعلیمی اداروں کے درمیان تعاون بڑھانے اور جدید انجنوں کی تیاری میں تیزی لانے پر زور دیا تھا۔ ماہرین کے مطابق جنگی جہازوں کے انجن نہ صرف رفتار اور جنگی صلاحیت کا تعین کرتے ہیں بلکہ ان کی کارکردگی، سمندر میں طویل عرصے تک موجودگی اور دشمن کی نگرانی سے بچنے کی صلاحیت پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ بھارت نے 2014 کے بعد سے 40 سے زیادہ مقامی جنگی جہاز اور آبدوزیں بحریہ کے حوالے کی ہیں۔ تاہم ان کی مکمل تکنیکی خودکفالت کے لیے مقامی انجنوں کی تیاری ضروری سمجھی جا رہی ہے۔ نئے منصوبے کی کامیابی سے بھارتی بحریہ کو مستقبل میں غیر ملکی پابندیوں، جنگوں اور عالمی سپلائی چین میں رکاوٹوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس کے ساتھ بھارت کو جدید بحری انجنوں کی تیاری اور دیکھ بھال میں زیادہ خودمختاری حاصل ہونے کی توقع ہے۔

دیوالی اب جدید آسٹریلیا کی شناخت کا اہم حصہ بن چکی ہے

کینبرا، 6 نومبر۔ ایم این این۔ آسٹریلیا کے وزیر اعظم انتھونی البانیز نے دیوالی کے موقع پر بھارتی نژاد برادری کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ روشنیوں کا یہ تہوار اب جدید آسٹریلیا کی ثقافتی اور قومی شناخت کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے۔ وزیر اعظم نے دیوالی اور دیپاولی منانے والی ہندو، جین، سکھ اور بدھ مت کی برادریوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ یہ تہوار روشنی، محبت، اتحاد اور نیکی کی برائی پر فتح کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیوالی محض ایک مذہبی تہوار نہیں بلکہ روحانی تجدید، مفاہمت، باہمی احترام اور نئی شروعات کا پیغام بھی دیتی ہے۔ اس تہوار کی روایات مختلف ثقافتوں اور مذاہب کے لوگوں کو قریب لانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ البانیز نے کہا کہ آسٹریلیا کے عوام اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ دیوالی کس قدر گہرائی سے جدید آسٹریلیا کی شناخت کا حصہ بن چکی ہے۔ انہوں نے بھارتی نژاد آسٹریلوی شہریوں کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ان برادریوں نے اپنی ثقافتی روایات اور ورثے کو محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ محنت، عزم اور لگن کے ذریعے آسٹریلیا کی ترقی اور قومی شناخت کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ وزیر اعظم کے مطابق بھارتی برادری نہ صرف اپنی تہذیبی شناخت برقرار رکھے ہوئے ہے بلکہ آسٹریلیا کے معاشرتی تنوع اور قومی یکجہتی کو بھی مضبوط بنا رہی ہے۔ انہوں نے دیوالی کے دوران جلائے جانے والے دیوں، موم بتیوں اور چراغوں کو امید، علم اور سچائی کی علامت قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ روشنیاں انسانیت کے بہتر مستقبل پر مشترکہ یقین کی عکاسی کرتی ہیں۔ آسٹریلیا میں گزشتہ چند برسوں کے دوران دیوالی کی تقریبات کا دائرہ مسلسل وسیع ہوا ہے۔ اب یہ تہوار صرف بھارتی برادری تک محدود نہیں رہا بلکہ مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے آسٹریلوی شہری بھی ان تقریبات میں شرکت کرتے ہیں۔

بھارت کا صاف توانائی اور توانائی سلامتی کے لیے 5.1 ارب ڈالر کا بڑا منصوبہ

نئی دہلی۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارت نے قابل تجدید توانائی کے شعبے کو مضبوط بنانے، بجلی کی مسلسل فراہمی یقینی بنانے اور غیر ملکی توانائی پر انحصار کم کرنے کے لیے تقریباً 5.1 ارب امریکی ڈالر، یعنی 500,14 کروڑ روپے کی ایک بڑی اسکیم کی منظوری دی ہے۔ اس منصوبے کے تحت ملک بھر میں 92 گیگاواٹ گھنٹے بجلی ذخیرہ کرنے کی نئی صلاحیت تیار کی جائے گی۔ وزیر اعظم نریندر مودی کی حکومت کا یہ فیصلہ ایسے وقت سامنے آیا ہے جب عالمی جغرافیائی سیاسی کشیدگی اور توانائی کی سپلائی میں رکاوٹوں نے توانائی سلامتی کی اہمیت مزید بڑھا دی ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کی ایران کے ساتھ جنگ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ایندھن کے بحران نے بھی درآمدی توانائی پر انحصار کے خطرات کو نمایاں کیا ہے۔ نئی اسکیم مالی سال 2026-27 سے 2030-31 تک جاری رہے گی۔ اس کے تحت 60 گیگاواٹ گھنٹے کی صلاحیت پمپڈ ہائیڈرو اسٹوریج، 30 گیگاواٹ گھنٹے بیٹری اسٹوریج اور مزید دو گیگاواٹ گھنٹے جدید متبادل ٹیکنالوجیوں کے ذریعے حاصل کی جائے گی۔ حکومت کو توقع ہے کہ اس مالی امداد سے آئندہ پانچ برسوں میں تقریباً 10 ارب ڈالر، یعنی 600,97 کروڑ روپے کی مجموعی سرمایہ کاری کو فروغ ملے گا۔ نئی صلاحیت موجودہ گرڈ سطح کی توانائی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت کے تقریباً 170 فیصد کے برابر ہوگی۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے اس منصوبے کو بجلی کی قابل اعتماد فراہمی، قابل تجدید توانائی کے بہتر استعمال اور ملک کی طویل مدتی توانائی سلامتی کے لیے اہم قرار دیا ہے۔ بھارت نے 2030 تک غیر فوسل ایندھن کے ذرائع سے 500 گیگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی نصب شدہ صلاحیت حاصل کرنے اور 2070 تک خالص صفر کاربن اخراج کا ہدف مقرر کیا ہے۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق جولائی 2026 تک بھارت کی مجموعی نصب شدہ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت کا نصف سے زیادہ حصہ غیر فوسل ایندھن کے ذرائع پر مشتمل تھا۔

مسلمانانِ ہند اور موجودہ صورتِ حال: چیلنجز، امکانات اور مستقبل کی راہیں



محمد انصار ندوی
چندرسین پور، مدھوبنی
رابطہ:- 8877174244

تاریخ کے سینے میں قوموں کے عروج وزوال کی کتنی ہی داستانیں محوخواب ہیں؛ کہیں عظمت کے مینار آسمان سے ہم کلام ہیں، کہیں وقت کی بے رحم گردش نے بلند و بالا عمارتوں کو خاک میں ملا دیا ہے، اور کہیں شکستہ دیواروں کے درمیان امید کا کوئی چراغ آج بھی صبح نو کی بشارت دے رہا ہے۔ قوموں کی زندگی بھی عجیب داستان ہے؛ کبھی وہ اپنے علم و کردار سے زمانے کی پیشانی پر اپنے نقوش ثبت کرتی ہیں، کبھی حالات کی گرد میں اپنی شناخت تلاش کرتی ہیں، اور کبھی اپنے ہی ماضی کے آئینے میں مستقبل کی صورت گری کرتی ہیں۔ مسلمانانِ ہند آج تاریخ کے اسی دوراہے پر کھڑے ہیں، جہاں ماضی کی عظمت، حال کی آزمائشیں اور مستقبل کے امکانات ایک دوسرے سے ہم کلام ہیں۔ یہ وقت محض حالات کے گزرنے کا نہیں، بلکہ شعور کے جاگنے، فکر کے سنورنے اور نئی منزلوں کے تعین کا وقت ہے۔

یہ سوال اپنی پوری معنویت کے ساتھ ہمارے سامنے کھڑا ہے کہ جس قوم نے کبھی علم و حکمت کے چراغوں سے دنیا کے افق روشن کیے، جس نے تہذیب و تمدن کی تعمیر میں اپنا حصہ ادا کیا، جس کے اہل علم نے تحقیق و اجتہاد کی نئی راہیں کھولیں، وہ آج اپنی اجتماعی زندگی کے کن مراحل سے گزر رہی ہے؟ اور اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ وہ اپنے روشن ماضی کی یاد کو مستقبل کی تعمیر کا وسیلہ کیسے بنائے؟

مسلمانوں کی تاریخ کا ایک ایسا سنہرا باب بھی ہے، جس کی تابندگی صدیوں کے فاصلے کے باوجود کم نہیں ہوئی۔ بغداد کی علمی رونق، قرطبہ کی تہذیبی شان، دمشق کی علمی روایت اور اسلامی دنیا کے مختلف مراکز کی تحقیقی سرگرمیاں اس عہد کی روشن یادگاریں ہیں۔ جب علم و حکمت کی شمعیں فروزاں تھیں، جب فلسفہ، طب، ریاضی، فلکیات، جغرافیہ اور ادب کے میدانوں میں نئی منزلیں دریافت ہو رہی تھیں، جب تجربہ گاہیں انسانی ذہنوں کے دریچے کھول رہی تھیں اور تحقیق فکر و نظر کو وسعت عطا کر رہی تھی، اس وقت اسلامی تہذیب نے عالمی تاریخ کے افق پر اپنی ایک منفرد شناخت قائم کی۔

اس سنہرے دور کی عظمت کا راز صرف فتوحات، اقتدار یا دولت میں نہیں تھا؛ اس کی روح علم کی جستجو، فکر کی وسعت، تحقیق کی لگن، اخلاق کی پاکیزگی اور علمی اداروں کی سرپرستی میں مضمر تھی۔ مسلمان اہل علم نے مختلف تہذیبوں کے علمی سرمایے سے استفادہ کیا، اسے اپنی تحقیق و اجتہاد سے نئی وسعتیں عطا کیں اور انسانی تہذیب کے ارتقا میں قابل قدر کردار ادا کیا۔ یہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قوموں کے عروج کا راستہ تلواروں سے زیادہ قلم، اقتدار سے زیادہ علم اور دعووں سے زیادہ عمل سے روشن ہوتا ہے۔

ہندوستان کی سرزمین بھی مسلمانوں کی علمی، ادبی اور تہذیبی خدمات کی گواہ ہے۔ اس سرزمین پر مسلمانوں نے مختلف ادوار میں علم و ادب، زبان و ثقافت، فنون، معماری، تجارت اور سماجی زندگی کے متعدد شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ دہلی، آگرہ، لکھنؤ اور دیگر مراکز نے علمی و تہذیبی روایت کو فروغ دیا۔ اردو زبان و ادب کی تشکیل و ترقی، مدارس و مکاتب کی روایت، علمی و ادبی اداروں کا قیام اور فن تعمیر کی عظیم یادگاریں اس تاریخی وابستگی کے روشن نقوش ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ کو صرف سیاسی عروج وزوال کے زاویے سے دیکھنا اس کے تہذیبی، علمی اور انسانی کردار کو محدود کر دینا ہے۔ ان کی تاریخ اس ملک کی مشترکہ تہذیب اور اجتماعی زندگی کا ایک اہم باب ہے۔

لیکن تاریخ کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی قومیں اپنے ماضی کی عظمت کے حصار میں اس طرح محصور ہو جاتی ہیں کہ حال کی ذمہ داریاں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہونے لگتی ہیں۔ ماضی کی یاد اگر مستقبل کی تعمیر کا حوصلہ دے تو نعمت ہے، لیکن اگر وہ عمل کی جگہ لے لے تو ایک خوب صورت خواب بن کر رہ جاتی ہے۔ تاریخ کا حقیقی احترام اس کے روشن صفحات کو دہرانے میں نہیں، بلکہ ان سے سبق حاصل کر کے نئی تاریخ رقم کرنے میں ہے۔ مسلمانوں کے سنہرے دور نے ہمیں علم، تحقیق، فکری وسعت اور اخلاقی استقامت کا جو سبق دیا تھا، آج اسی کی روشنی میں اپنی اجتماعی زندگی کا جائزہ لینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کی صورت حال کئی پیچیدہ مسائل اور آزمائشوں سے عبارت ہے۔ سیاسی نمائندگی، تعلیمی پسماندگی، معاشی کمزوری، سماجی تحفظ، مذہبی آزادی اور قومی زندگی میں موثر شرکت جیسے موضوعات سنجیدہ توجہ کے طالب ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے کہ ان مسائل کو نہ جذبات کی دھند میں دیکھا جائے اور نہ بے حسی کی تاریکی میں گم ہونے دیا جائے۔ حقیقت پسندی، فکری دیانت اور تعمیری شعور کے ساتھ ان کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ شکایت اگر بیداری پیدا کرے تو مفید ہے، لیکن اگر وہ مایوسی اور بے عملی کا دروازہ کھول دے تو اپنی قوت کھو دیتی ہے۔

تعلیم وہ چراغ ہے جس کی روشنی میں قومیں اپنے مستقبل کی راہیں دیکھتی ہیں۔ مسلمانوں کے سنہرے دور کی بنیاد بھی علم و تحقیق پر تھی اور آج ان کی ترقی کا راستہ بھی اسی سرچشمے سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔ دینی علوم کی حفاظت اور عصری علوم میں پیش رفت ایک دوسرے کی ضد نہیں، بلکہ ایک متوازن علمی زندگی کے دو اہم پہلو ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کو ایسی نسل تیار کرنے کی ضرورت ہے جو دینی و اخلاقی اقدار سے وابستہ ہونے کے ساتھ سائنس، ٹیکنالوجی، طب، قانون، معاشیات اور تحقیق کے میدانوں میں بھی اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکے۔ تعلیم محض روزگار کی کنجی نہیں، بلکہ فکری آزادی، کردار کی تشکیل اور اجتماعی ترقی کا بنیادی وسیلہ ہے۔

معاشی خودکفالت بھی قومی زندگی کے وقار اور استحکام کی ایک اہم بنیاد ہے۔ معاشی کمزوری صرف فرد کے وسائل کو محدود نہیں کرتی، بلکہ اس کے اجتماعی اعتماد اور سماجی اثرات کو بھی متاثر کرتی ہے۔ تجارت، صنعت، جدید کاروبار، فنی تربیت اور پیشہ ورانہ مہارتوں میں ترقی مسلمانوں کے لیے نئے امکانات پیدا کر سکتی ہے۔ نوجوانوں کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا، چھوٹے کاروباروں کی سرپرستی اور باہمی تعاون کے موثر ادارے معاشی استحکام کی راہیں ہموار کر سکتے ہیں۔ خودکفالت محض مالی آسودگی کا نام نہیں، بلکہ اپنی صلاحیتوں پر اعتماد اور اپنے مستقبل کی تعمیر میں موثر شرکت کا نام بھی ہے۔

سیاسی شعور اور جمہوری شرکت بھی موجودہ دور کی بنیادی ضرورتوں میں شامل ہیں۔ ہندوستانی مسلمان اس ملک کے شہری ہیں اور آئینی حقوق و آزادیوں کے تحفظ کے ساتھ قومی ترقی میں برابری شرکت کے حق دار ہیں۔ اس مقصد کے لیے سیاسی بصیرت، قانونی آگہی، اجتماعی نظم اور ذمہ دارانہ شرکت ضروری ہے۔ سیاست کو محض جذباتی وابستگی یا وقتی ردعمل کا میدان بنانے کے بجائے اسے اجتماعی مفادات، آئینی تحفظ اور تعمیری جدوجہد کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ اختلافات کے باوجود مکالمے، تحمل اور دانش مندانہ عملی کو فروغ دینا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

مسلمانانِ ہند کی اجتماعی زندگی میں اتحاد کی اہمیت بھی غیر معمولی ہے۔ اختلاف رائے کسی زندہ معاشرے کی علامت ہے، لیکن جب اختلاف تعصب، بدگمانی اور انتشار میں تبدیل ہو جائے تو اجتماعی قوت بکھرنے لگتی ہے۔ مسلمانوں کو اپنے فکری، مسلکی اور سیاسی اختلافات کے باوجود مشترکہ مسائل پر تعاون کی راہیں تلاش کرنی چاہییں۔ اتحاد کا مطلب یکسانیت نہیں، بلکہ اختلاف کے باوجود مشترکہ مقصد کے لیے یکجا ہونا ہے۔ قوموں کی قوت اسی وقت نمایاں ہوتی ہے جب ان کے افراد اپنی انفرادی ترجیحات سے بلند ہو کر اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرتے ہیں۔

اس مرحلے پر مسلم قیادت، دینی و تعلیمی اداروں اور اہل علم کی ذمہ داریاں بھی غیر معمولی اہمیت اختیار کر جاتی ہیں۔ قیادت کا اصل کمال صرف حالات کا مرثیہ پڑھنا نہیں، بلکہ حالات کے اندر امکانات تلاش کرنا اور قوم کو عمل کی راہ دکھانا ہے۔ اداروں کی عظمت صرف ان کی تاریخی شہرت یا ظاہری وسعت میں نہیں، بلکہ ان کی علمی افادیت، تربیتی صلاحیت اور مستقبل کی تیاری میں بھی پوشیدہ ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ادارے باہمی رقابتوں سے بلند ہو کر تعلیم، تحقیق، تربیت اور انسانی خدمت کو اپنی ترجیحات بنائیں۔

نوجوان نسل مسلمانانِ ہند کے مستقبل کا روشن چراغ ہے۔ ان کے اندر موجود صلاحیتیں، تحقیقی فکر اور بلند عزائم اگر علم، کردار اور صحیح رہنمائی سے آراستہ ہو جائیں تو وہ تاریخ کے نئے باب رقم کر سکتے ہیں۔ نوجوانوں کو ماضی کی عظمت سے واقف کرانا ضروری ہے، لیکن انہیں مستقبل کے امکانات سے آشنا کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ انہیں یہ یقین دلانا ہوگا کہ حالات کی سختی صلاحیتوں کا خاتمہ نہیں کرتی، بلکہ صحیح رہنمائی اور مسلسل جدوجہد کے ذریعے نئی راہیں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ خواتین کی تعلیم و تربیت اور سماجی ترقی کو بھی اسی اجتماعی سفر کا لازمی حصہ سمجھنا چاہیے۔

ہندوستان کی تہذیبی رنگارنگی اور مذہبی تنوع اس سرزمین کی ایک اہم شناخت ہے۔ اس مشترکہ زندگی کو باہمی احترام، انصاف، مکالمے اور ذمہ دارانہ شہری کردار سے مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ مسلمانانِ ہند کو اپنی مذہبی و تہذیبی شناخت کے تحفظ کے ساتھ دوسرے طبقات سے مثبت روابط قائم رکھنے چاہییں۔ اختلافات کو نفرت کا ذریعہ بنانے کے بجائے مکالمے اور تعاون کے ذریعے مشترکہ مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیے۔ اپنی شناخت پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کے حقوق اور وقار کا احترام کرنا ہی ایک مضبوط اور متوازن معاشرے کی علامت ہے۔

اس پورے منظرنامے میں خود احتسابی کی اہمیت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ یہ درست ہے کہ بہت سے مسائل کا تعلق بیرونی حالات اور سماجی و سیاسی عوامل سے ہے، لیکن داخلی کمزوریاں، تعلیمی غفلت، تنظیمی انتشار اور مستقبل کی منصوبہ بندی کا فقدان بھی بعض مشکلات کو بڑھا دیتے ہیں۔ ایک زندہ قوم وہی ہوتی ہے جو اپنے مسائل کے اسباب کو دیانت داری سے سمجھنے اور اپنی اصلاح کے لیے آمادہ ہو۔ خود احتسابی کمزوری کا اعتراف نہیں، بلکہ قوت اصلاح کی علامت ہے۔



تاریخ کے طویل سفر میں مسلمانوں نے علم و حکمت کے چراغ روشن کیے، تہذیب و تمدن کے نئے باب رقم کیے اور انسانی ترقی میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ ہندوستان میں ان کی تاریخی خدمات بھی اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ مسلمان اس سرزمین کی تہذیبی اور اجتماعی زندگی کا ایک اہم حصہ رہے ہیں۔ لیکن ماضی کی عظمت کا اصل تقاضا یہ نہیں کہ ہم اس کے قصیدے پڑھتے رہیں، بلکہ یہ ہے کہ اس کی علمی روح کو اپنے حال میں زندہ کریں اور اس کے روشن اصولوں سے اپنے مستقبل کی بنیاد رکھیں۔

آج مسلمانانِ ہند کے سامنے چیلنجز بھی ہیں اور امکانات بھی؛ اندیشے بھی ہیں اور امید کے روشن دریچے بھی۔ تاریخ کا چراغ ہمارے ہاتھ میں ہے، لیکن اس کی روشنی میں آگے بڑھنے کے لیے عزم، بصیرت اور عمل کی ضرورت ہے۔ علم کو اپنی قوت، کردار کو اپنی پہچان، اتحاد کو اپنا سرمایہ، خدمت کو اپنا شعار اور آئینی و جمہوری شعور کو اپنی رہنمائی بنانا ہوگا۔ قوموں کی تقدیر محض حالات کی گردش سے نہیں بدلتی، بلکہ فکری تشکیل، عمل کی قوت اور اجتماعی جدوجہد سے نئی منزلیں حاصل کرتی ہے۔

آنے والی نسلیں ہم سے یہ نہیں پوچھیں گی کہ ہمارے زمانے میں مشکلات کتنی تھیں، بلکہ یہ پوچھیں گی کہ ان مشکلات کے باوجود ہم نے ان کے لیے کیا راستے کھولے۔ یہی سوال آج مسلمانانِ ہند کے ضمیر کو بیدار کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر ہم اپنے ماضی کی عظمت کو حال کی ذمہ داری سے جوڑ سکیں، اپنی کمزوریوں کو قوتِ اصلاح میں بدل سکیں اور اپنی اجتماعی زندگی کو علم، اخلاق، اتحاد اور خدمت کے اصولوں پر استوار کر سکیں تو مستقبل کی راہیں یقیناً روشن ہو سکتی ہیں۔

قوموں کی زندگی میں امید کا چراغ کبھی حالات کی آسانی سے نہیں، بلکہ عزم کی حرارت سے روشن ہوتا ہے۔ مسلمانانِ ہند کے لیے بھی وقت کا پیغام یہی ہے کہ وہ مایوسی کے اندھیروں میں اپنے حوصلے نہ کھوئیں، انتشار کی گرد میں اپنی سمت نہ بھولیں اور ماضی کی عظمت کو مستقبل کی تعمیر کا وسیلہ بنائیں۔ تاریخ کا قلم ابھی رکا نہیں ہے؛ اس کے صفحات پر آنے والی نسلوں کا مستقبل لکھا جانا باقی ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے کردار، علم، فکر اور عمل سے ان صفحات کو ایسی روشن عبارت عطا کریں جسے پڑھ کر آنے والی نسلیں فخر بھی محسوس کریں اور اپنے مستقبل کے لیے حوصلہ بھی حاصل کریں۔

سہ روزہ عالمی اردو کانفرنس کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر

90 سے زائد مقالہ نگاروں کی شرکت،

تقسیم اسناد و مومنٹو اور ممتاز شخصیات کی خدمات کا اعتراف



حیدرآباد وَن: اسکول آف ہیومینٹیز، حیدرآباد یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں منعقدہ سہ روزہ عالمی اردو کانفرنس اپنی علمی، ادبی اور فکری سرگرمیوں کے ساتھ کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اس عالمی کانفرنس میں ملک و بیرون ملک سے تعلق رکھنے والے 90 سے زائد مقالہ نگاروں نے اپنے تحقیقی و علمی مقالات پیش کیے، جس سے اردو زبان و ادب کے فروغ، نئی فکری جہتوں اور علمی تبادلہ خیال کے لیے ایک موثر ماحول فراہم ہوا۔

کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں مقالہ نگاروں اور شرکائے کانفرنس کو اسناد و مومنٹو پیش کیے جائیں گے، جبکہ چار ممتاز ایوارڈ یافتگان کا تعلق صوفی جمیل اختر لٹریری سوسائٹی، کلکتہ سے ہے۔ آج کے اختتامی اجلاس میں ان ایوارڈز کی پیشکش بھی عمل میں آئے گی۔

اس کامیاب عالمی کانفرنس کے انعقاد اور انتظامی و علمی ذمہ داریوں کی خوش اسلوبی سے تکمیل پر صدر شعبہ اردو پروفیسر عرشیہ جبیں صاحبہ، ڈاکٹر محمد کاشف شعبہ اردو، سکریٹری صوفی جمیل اختر لٹریری سوسائٹی پرویز اختر صاحب اور لندن میں مقیم سوسائٹی کے بانی و سرپرست اعلیٰ فہیم اختر صاحب خصوصی مبارکباد اور خراج تحسین کے مستحق ہیں۔

ڈاکٹر مختار احمد فردین نے اس شاندار علمی و ادبی اجتماع کی کامیابی پر تمام منتظمین، مقالہ نگاروں اور شرکائے کانفرنس کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے بالخصوص فہیم اختر صاحب اور پرویز اختر صاحب کی اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے مسلسل، مخلصانہ اور قابل قدر خدمات کو خراج تحسین و آفرین پیش کیا۔

انہوں نے کہا کہ ایسی عالمی کانفرنسیں محض علمی نشستیں نہیں ہوتیں بلکہ یہ اردو زبان کی تہذیبی شناخت، فکری وراثت، تحقیق و تنقید اور نئی نسل کی علمی تربیت کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مختلف علاقوں اور ممالک سے اہل علم و دانش کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا اردو کے روشن مستقبل کی امید کو مزید مستحکم کرتا ہے۔

بلاشبہ صوفی جمیل اختر لٹریری سوسائٹی، کلکتہ کے اشتراک سے منعقدہ یہ سہ روزہ عالمی اردو کانفرنس اردو زبان و ادب کے فروغ اور علمی و ادبی روابط کے استحکام کی ایک قابل قدر مثال ہے۔

گھریلو قربت کا زوال اور سکونِ خانہ کا فقدان

نیاز احمد
علی گڑھ

انسانی زندگی میں گھر کو ہمیشہ سے ایک منفرد اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہ صرف گارے، پتھروں اور اینٹوں سے اٹھائی گئی عمارت نہیں کہلاتی، بلکہ الفت، اپنائیت، بھروسے، خلوص اور آپسی تعلقات کا ایک حسین گہوارہ ہوتی ہے۔ پورے دن کی تھکاوٹ، مشقت اور ذہنی الجھنوں کے بعد جب انسان اپنے مسکن کی طرف لوٹتا ہے، تو اس کے دل میں یہی تمنا ہوتی ہے کہ اب اسے چین، چاہت اور قلبی سکون میسر آئے گا۔ گھر والوں کی موجودگی، ان کی قربت، دل کی بات کہنا، اپنے حالات بتانا اور دوسروں کی سننا بیٹھے کے لطف کو دوچند کر دیتا ہے۔ مگر گھریلو زندگی کا یہ خوب صورت منظر تیزی سے ماضی کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ مکان بھی آباد ہیں اور لوگ بھی موجود ہیں، مگر وہ مخلصانہ قربت، بے تکلفی اور خونی رشتوں کی گرم جوشی اب ناپید ہوتی جا رہی ہے، جو کبھی ہمارے گھروں کا خاصہ تھی۔ ایک زمانہ تھا جب سورج ڈھلتے ہی گھر کے سبھی لوگ ایک دائرے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ کوئی اپنے دن بھر کے احوال سناتا، کوئی کام کی باتیں کہتا، کوئی رہنمائی مانگتا اور کوئی اپنی خوشی یا غم سب کے آگے رکھ دیتا۔ ان بیٹھکوں میں کبھی گہرے موضوعات پر بات چھڑتی، کبھی ہلکے پھلکے قصے کہے جاتے اور کبھی بزرگوں کے تجربات سے نئی راہیں کھلتی تھیں۔ چھوٹے اپنے بڑوں کی باتیں سن کر اور ان کے تجربات سے سیکھتے تھے، جبکہ بڑے بھی نئی نسل کے شوق، الجھنوں اور مزاج سے آگاہ رہتے تھے۔ یہ ملاقاتیں دیکھنے میں عام سی لگتی تھیں، مگر دراصل یہی چیزیں خاندانی رشتوں کو مضبوط بناتی تھیں اور فضا کو معطر بناتی تھیں۔ اب اس کے برعکس ہر طرف ایک الگ ہی تصویر نظر آتی ہے۔ ایک ہی چھت تلے بسیرا کرنے والے بھی لوگ اب اپنی اپنی تنہا دنیا میں گم ہیں۔ کسی کی انگلیوں میں موبائل فون پھنسا ہے، کوئی سوشل میڈیا کی بھول بھلیوں میں کھویا ہوا ہے، کوئی سکرین پر تصویری مناظر دیکھنے میں مگن ہے اور کوئی انٹرنیٹ کی دنیا سے دل بہلانے کا سامان ڈھونڈ رہا ہے۔ جسمانی طور پر تو سب ایک ہی کمرے میں ہوتے ہیں، مگر دل اور سوچ کے اعتبار سے میلوں دور بیٹھے ہیں۔ جو قیمتی لمحے کبھی اپنوں کے نام لکھے جاتے تھے، وہ اب مختلف ڈیوائسز اور بے کار کاموں کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔

ٹیکنالوجی اور باہمی تعلقات میں کمی

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ٹیکنالوجی کی وجہ سے ہماری زندگی کافی حد تک آسان ہو چکی ہے۔ اب دنیا کے ایک کونے میں موجود انسان سے رابطہ کرنا چند لمحوں کا کھیل بن گیا ہے۔ معلومات تک رسائی میں تیزی آئی ہے اور اب گھر بیٹھے ہی متعدد کام نمٹائے جا سکتے ہیں۔ تاہم، اس سہولت کے ساتھ ایک ایسا منفی رجحان بھی ابھرا ہے جس نے گھریلو رشتوں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ اب انسان دور دراز بیٹھے لوگوں سے تو جڑا رہتا ہے، مگر اپنے قریب موجود اپنوں کے لیے اس کے پاس بات کرنے کا وقت نہیں بچا۔ یہ بڑی عجیب سی حقیقت ہے کہ انسان کو دنیا بھر کے لوگوں کی خبریں تو ہوتی ہیں، لیکن اپنے ہی گھر کے کسی فرد کی ذہنی کیفیت کا اسے ذرا بھی علم نہیں ہوتا۔ وہ اجنبیوں کی خوشی اور غم پر فوری ردعمل دیتا ہے، مگر اپنے گھر کے کسی فرد کے دل کی بات جاننے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ جو شخص سوشل میڈیا پر گھنٹوں گزار دیتا ہے، وہ اکثر اپنے والدین کے پاس خاموشی سے بیٹھنے کے چند منٹ بھی نہیں نکال پاتا۔ یہ منظرنامہ ہمیں اس بات پر غور کرنے پر اکساتا ہے کہ کیا ہم ڈیجیٹل رابطوں کے اس جال میں اتنے الجھ گئے ہیں کہ حقیقی اور خلوص پر مبنی رشتوں کو وقت دینا ہی چھوڑ بیٹھے ہیں؟

گفتگو کا فقدان اور ذہنی دوری

گھر کے اندر ہونے والی بات چیت صرف وقت کاٹنے کا ڈھنگ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک دوسرے کو جاننے، اعتماد بحال کرنے اور جذباتی لگاؤ کو گہرا کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ جب کوئی فرد اپنے دن بھر کے معمولات گھر والوں سے شیئر کرتا ہے، تو وہ محض قصے نہیں سنا رہا ہوتا بلکہ اپنے جذبات بھی ان کے سامنے کھول کر رکھ رہا ہوتا ہے۔ بالکل ایسے ہی، جب گھر کا کوئی دوسرا فرد اس کی بات دھیان سے سنتا ہے، تو بولنے والے کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس کی ذات، اس کے مسائل اور اس کی خوشیاں باقی سب کے لیے بھی معنی رکھتی ہیں۔ لیکن گھریلو مکالمہ ختم ہو جائے تو باہمی فہم کے مواقع خود بخود سکڑ جاتے ہیں۔ لوگ اپنی ذہنی الجھنوں کو دل میں چھپانے لگتے ہیں، معمولی نوعیت کی غلط فہمیاں پنپنے لگتی ہیں اور کبھی کبھار معمولی اختلاف بھی گہرے تفرقے کا روپ لے لیتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ باہمی وقت کی کمی کی وجہ سے کوئی بھی کسی کے جذبات، مزاج اور حالات کا درست ادراک نہیں کر پاتا۔ اس طرح ایک ہی چھت تلے زندگی بسر کرنے والے اجنبیوں کی سی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

باہمی مشورے اور احساسِ ذمہ داری کا خاتمہ

خاندانی نظام کا ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ گھر کے افراد اپنے مسائل اور اہم فیصلوں میں ایک دوسرے سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ خاندان کے بزرگوں کے تجربات کو اہمیت دی جاتی تھی، نوجوان بلا جھجک اپنی رائے پیش کرتے تھے اور بچوں کو بھی اپنی بات کہنے کا موقع ملتا تھا۔ اس طرح ہر فرد خود کو خاندان کا ایک اہم حصہ سمجھتا تھا اور اسے یہ احساس رہتا تھا کہ اس کی رائے اور باتوں کی بھی قدر کی جاتی ہے۔ آج کے دور میں اکثر گھرانوں میں یہ اقدار تیزی سے دم توڑ رہی ہیں۔ ہر فرد اپنے روزمرہ کے کاموں اور ذاتی ترجیحات میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ خاندانی نشستوں اور مشوروں کے لیے وقت نکالنا محال ہو گیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ گھریلو امور میں تعاون اور مشاورت کا رجحان زوال پذیر ہے۔ نئی پود بزرگوں کی کہی ہوئی باتوں سے فیض یاب نہیں ہو پاتی اور بزرگ بھی نوجوانوں کے بدلتے ہوئے رجحانات سے بے خبر رہ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نسلوں کے درمیان دوری بڑھتی جا رہی ہے، اور اس فاصلے کو کم کرنے کے لیے وقت دینے اور کھل کر بات چیت کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

گھر کے سکون اور اطمینان پر اثرات

گھر کا امن محض اس خلوت کا نام نہیں کہ وہاں کوئی شور نہ ہو یا سب خاموش بیٹھے ہوں۔ اصل سکون تو اس یقین کا محتاج ہے کہ بندہ اپنے گھر میں کھل کر بات کر سکے، اس کے دکھ سنے جائیں، اس کی خوشیوں میں سب شریک ہوں اور دکھ سکھ میں اپنوں کا کندھا میسر ہو۔ جب یہ یقین ڈگمگانے لگے تو گھر کی تمام تر دنیوی آسائشیں بھی وہ قلبی سکون دینے سے قاصر رہتی ہیں جس کی انسان کو تلاش ہوتی ہے۔ آج کل عشرت سے آسائشیں ہونے کے باوجود، گھروں میں جدید ترین آلات رکھے ہیں اور آرام کے تمام سامان موجود ہیں، مگر اس سب کے باوجود ذہنی بے چینی اور تنہائی کا احساس دن بدن پھیلتا جا رہا ہے۔ اس صورتحال کی ایک بڑی وجہ آپس کے رشتوں میں بڑھتی ہوئی دوری ہے۔ صرف مادی چیزیں انسان کی ضرورت نہیں پوری کرتیں، بلکہ اسے خلوص، توجہ، محبت اور دل سے اپنائے جانے کا احساس بھی چاہیے۔ یہ بنیادی ضرورتیں گھر کی چھت تلے نہ ملیں تو پھر گھر کا اصل مقصد ختم ہونے لگتا ہے۔



نئی نسل اور بچوں کی تربیت پر اس کے اثرات

بچوں کی اخلاقی نشوونما میں خاندانی اجتماعات اور گھر کے بڑوں کا ساتھ بنیادی اہمیت رکھتا تھا۔ والدہ اور بزرگوں کو گفتگو کرتے دیکھنا، معاملات نمٹانا، باہمی عزت و احترام برقرار رکھنا اور کٹھن وقت میں حوصلہ رکھنا بچوں پر گہرے اثرات چھوڑ جاتا تھا۔ یہ نکتہ تھا کہ اخلاق اور معاشرے کے آداب کی یہ تمام باتیں کم سن ذہنوں میں کسی باقاعدہ پڑھائی کے بغیر ہی بیٹھ جاتی تھیں۔ مشترکہ بیٹھک اور آپس کی بات چیت کا ماحول ختم ہو جائے تو نئی نسل کو ویسے مواقع نہیں مل پاتے۔ پھر بچے اپنی دنیا تک محدود ہو جاتے ہیں اور ماں باپ کے پاس بھی اتنی فرصت نہیں بچتی کہ وہ ان کی سنیں یا کوئی راہ دکھائیں۔ ایسے میں گھر کے افراد کے درمیان دوری گہری ہو سکتی ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں اپنے مسائل، دلچسپیوں اور ذہنی الجھنوں کا ذکر گھر میں کرنے کے بجائے باہر کے ذرائع پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ والدین کو محض حکم چلانے یا نصیحتیں کرنے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ انہیں دوستوں کی طرح ساتھ بیٹھنا چاہیے۔ بچوں کی بات پوری توجہ سے سنی چاہیے اور انہیں کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کرنے دینا چاہیے۔

اسلامی تعلیمات میں صلہ رحمی اور حسن معاشرت

خاندانی رشتوں کو دینِ اسلام میں انتہائی بلند مقام حاصل ہے۔ قرآن کریم ہو یا احادیث مبارکہ، ہر جگہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے، والدین کی فرماں برداری، ان کے حقوق ادا کرنے اور آپس میں محبت و شفقت کا برتاؤ رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ ان اسلام کا اصل مقصد محض رسمی تعلق جوڑ کر رکھنا نہیں ہے، بلکہ انسانوں کے دلوں میں خلوص، ایک دوسرے کی عزت اور خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اہل خانہ کے ساتھ بہترین برتاؤ، چاہت، پیار اور ان کی بات سننے کی فراوانی سے مثالیں ملتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی سنگت میں وقت گزارتے، ان کا حال چال پوچھتے اور ان کے ساتھ اعلیٰ اخلاق سے پیش آتے تھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گھر کے ماحول میں مودت اور رشتے کو زندہ رکھنے کی خاطر وقت نکالنا، دھیان دینا اور باہمی جذبات کی قدر کرنا کتنا لازمی ہے۔

گھریلو قربت کی بحالی کیسے ممکن ہے؟

اس مسئلے کا حل بالکل نہیں ہے کہ آج کی ٹیکنالوجی کو یکسر چھوڑ دیا جائے یا انسان اپنے سارے کام کاج معطل کر دے، بلکہ اصل تقاضا یہ ہے کہ روزمرہ کے امور میں اعتدال لایا جائے۔ گھر کے تمام لوگ روزانہ کچھ لمحات ایسے ضرور طے کریں جن میں موبائل فون اور دیگر تمام کاموں کو ہٹا کر سب باہم جمع ہوں۔ اس دوران پورے دن کے معاملات پر بات چیت ہو، سب کی بات دھیان سے سنی جائے، مشکلات پر صلاح مشورہ کیا جائے اور غم و خوشی کے ہر پل میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھایا جائے۔ ماں باپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ بچوں کے لیے وقت نکالیں، ان کی پسند کو سمجھیں اور ان کے ساتھ پیارا تعلق استوار کریں۔ نوجوانوں کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں کی تھکن کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کی زندگی کے تجربات سے سیکھیں۔ اسی طرح گھر کے ہر فرد کے دل میں یہ شعور ہونا چاہیے کہ خاندانی زندگی صرف اپنے ذاتی کاموں تک محدود رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں دوسروں کی خاطر وقت، توجہ اور احساسات کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کسی بھی گھر کی حقیقی خوبصورتی اس کے عالیشان ہونے، اس کی سجاوٹ یا وہاں موجود سہولتوں میں پوشیدہ نہیں ہوتی، بلکہ یہ سب گھر والوں کے باہمی رشتوں پر منحصر ہے۔ جو گھر ایسے ہوتے ہیں جہاں لوگ مل بیٹھتے ہیں، اپنے دل کی بات کہتے اور سنتے ہیں اور ہر سکھ دکھ میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں، وہی دراصل حقیقی سکون اور اطمینان کا مسکن بنتے ہیں۔ جب یہ ربط کمزور پڑنے لگتی ہے، آپس کی بات چیت خاموشی میں بدل جاتی ہے اور اپنا پن لاتعلقی کی نذر ہو جاتا ہے، تب گھر کی رونق بھی مدھم پڑنے لگتی ہے۔

ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا کہ دنیا بھر کی ترقی اور جدید ترین سہولتیں بھی ان قیمتی لمحوں کا متبادل نہیں بن سکتیں جو اپنوں کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اگرچہ موبائل فون ہمیں باہر کی دنیا سے ملا سکتا ہے، مگر گھر کے باسیوں کے دلوں میں محبت اور اعتماد پیدا کرنے کی خاطر ہمیں خود ایک دوسرے کے قریب جانا پڑے گا۔ ہمارے گھروں میں وہ کھویا ہوا سکون، محبت اور اطمینان واپس آ سکتا ہے جب ہم گھر والوں کے ساتھ بیٹھنے، آپس میں بولنے چالنے اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنے کو ترجیح دیں گے۔ کسی بھی گھر کی اصلی چہل پہل محض لوگوں کی جسمانی موجودگی سے نہیں ہوتی، بلکہ یہ ان کے مابین موجود محبت، قربت اور اپنائیت کے دم سے قائم رہتی ہے۔

بھارت اور فلپائن کے درمیان 80 کروڑ ڈالر کے براہموس میزائل معاہدے پر مذاکرات آخری مراحل میں۔ چین کی تشویش بڑھنے کا امکان

نئی دہلی، 6 نومبر۔ ایم این این۔ بھارت معاہدہ دونوں ممالک کے درمیان 2022 کی خواہش ظاہر کر چکے ہیں۔ فلپائن کے درخواست بھی کی ہے۔ بھارت اور فلپائن کے



اور فلپائن کے درمیان سپرسونک کروز میزائل براہموس کی مزید فروخت کے لیے مذاکرات آخری مراحل میں داخل ہو گئے ہیں۔ مجوزہ دفاعی معاہدے کی مالیت 70 سے 80 کروڑ امریکی ڈالر کے درمیان ہو سکتی ہے، جس کے تحت فلپائن تقریباً 60 میزائلوں پر مشتمل پانچ براہموس میزائل سسٹم خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ ممکنہ میں ہونے والے 37 کروڑ 50 لاکھ ڈالر کے پہلے دفاعی معاہدے سے کہیں بڑا ہوگا۔ پہلے معاہدے کے تحت بھارت نے فلپائن کو ساحلی دفاع کے لیے براہموس میزائل سسٹم فراہم کرنے کا فیصلہ کیا تھا، جن کی ترسیل اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ فلپائن کے صدر فرڈیننڈ مارکوس جونیئر پہلے ہی مزید براہموس میزائل حاصل کرنے

وزیر دفاع گلبرٹو تیوڈورو نے دہلی ڈائیلاگ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کا ملک مزید براہموس سسٹم حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں بھارتی حکام کو اپنی ضروریات سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ فلپائن نے میزائل سسٹم کو اپنے جغرافیائی اور دفاعی حالات کے مطابق ڈھالنے کے لیے بعض تکنیکی تبدیلیوں کی درمیان دفاعی تعاون میں یہ پیش رفت ایسے وقت سامنے آئی ہے جب بحیرہ جنوبی چین میں فلپائن اور چین کے درمیان سمندری حدود اور علاقائی دعووں پر کشیدگی برقرار ہے۔ فلپائن اپنی ساحلی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے اور بحری علاقوں کی نگرانی بہتر کرنے کے لیے جدید میزائل سسٹم حاصل کر رہا ہے۔ براہموس میزائل بھارت اور روس کے مشترکہ تعاون سے تیار کیا گیا ہے اور اسے دنیا کے تیز رفتار کروز میزائلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ زمین، سمندر اور فضائی پلیٹ فارم سے داغا جا سکتا ہے اور اپنی تیز رفتاری اور درست نشانہ لگانے کی صلاحیت کے باعث اہم دفاعی ہتھیار سمجھا جاتا ہے۔ مئی 2025 میں بھارت اور پاکستان کے درمیان چار روزہ فوجی تصادم کے دوران براہموس میزائل کے عملی استعمال کے بعد بین الاقوامی سطح پر اس میں دلچسپی مزید بڑھی ہے۔ بھارت نے جولائی میں انڈونیشیا کو براہموس میزائل فراہم کرنے کا اعلان کیا تھا، جبکہ ویتنام کے ساتھ بھی اس کی فروخت کا معاہدہ کیا جا چکا ہے۔ متحدہ عرب امارات، قطر، لیبیا، جنوبی افریقہ اور برازیل سمیت کئی دوسرے ممالک کے ساتھ بھی اس میزائل کی ممکنہ فروخت پر بات چیت جاری ہے۔ بھارت کی دفاعی برآمدات میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ مارچ 2026 کو ختم ہونے والے مالی سال میں بھارتی دفاعی برآمدات 24,384 ارب روپے، یعنی تقریباً 11.4 ارب امریکی ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں 62 فیصد سے زیادہ اضافہ ہے۔ دفاعی ماہرین کے مطابق فلپائن کے ساتھ مجوزہ معاہدہ بھارت کی دفاعی برآمدات کو مزید فروغ دینے کے ساتھ بحر ہند اور بحرالکاہل کے خطے میں اس کے اسٹریٹجک تعلقات کو مضبوط بنا سکتا ہے۔ تاہم نئے معاہدے پر ابھی باضابطہ دستخط نہیں ہوئے ہیں اور اس کی حتمی مالیت اور ترسیل کے شیڈول کا اعلان ہونا باقی ہے۔

عمران خان کی قید پاکستان کے سیاسی اور عدالتی نظام کے لیے بڑا امتحان

اسلام آباد، 6 نومبر۔ ایم این این۔ پاکستان میں سابق وزیر اعظم عمران خان کی مسلسل قید، سیاسی محاذ آرائی اور عدالتی نظام کی ساکھ کے حوالے سے سنگین سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔ ایک تازہ سیاسی تجزیے میں خبردار کیا گیا ہے کہ ملک گزشتہ چار برس سے جاری سیاسی کشمکش سے اس وقت تک باہر نہیں نکل سکتا جب تک حکومت، فوجی اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی جماعتیں تصادم کے بجائے مفاہمت اور آئینی بالادستی کا راستہ اختیار نہیں کرتیں۔ تجزیے کے مطابق عمران خان پاکستان کے سب سے معروف سیاسی قیدی بن چکے ہیں۔ ان کے حامی ان کی قید کو سیاسی میدان سے باہر رکھنے کی کوشش قرار دیتے ہیں، جبکہ حکومت کا مؤقف ہے کہ وہ عدالتی فیصلوں کے تحت سزا کاٹ رہے ہیں۔ تاہم بنیادی سوال یہ ہے کہ آیا ان کے مقدمات میں منصفانہ سماعت اور آئینی حقوق کے تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔ اقوام متحدہ کی جانب سے عمران خان کی قید پر اٹھائے گئے اعتراضات بھی پاکستان کے عدالتی نظام کے لیے اہم سوال بن گئے ہیں۔ 2024 میں اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ برائے من مانی حراست نے عمران خان کی زیر حراست و غیر حراست کو غیر قانونی اور من مانی قرار دیتے ہوئے ان کی رہائی اور تلافی کی سفارش کی تھی۔ دسمبر 2025 میں اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے نے عمران خان کو طویل تنہائی میں رکھنے اور جیل کے حالات سے متعلق الزامات پر تشویش ظاہر کی۔ 2026 میں اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے انسداد تشدد نے بھی سیاسی بنیادوں پر قید کے الزامات کا جائزہ لینے اور مناسب طبی سہولتیں فراہم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اگرچہ ان بین الاقوامی اداروں کی آرا پاکستانی عدالتوں کی سزاؤں کو خود بخود کالعدم نہیں کرتیں، لیکن ان سے عدالتی شفافیت اور بنیادی انسانی حقوق سے متعلق اہم سوالات سامنے آتے ہیں۔ تجزیے میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے مقدمے کا حوالہ دیتے ہوئے یاد دلایا گیا ہے کہ انہیں 1979 میں پھانسی دی گئی تھی، لیکن کئی دہائیوں بعد 2024 میں پاکستان کی سپریم کورٹ نے تسلیم کیا کہ ان کے مقدمے میں منصفانہ سماعت اور قانونی تقاضوں کی مکمل پاسداری نہیں ہوئی تھی۔ اسی طرح جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کے اقتدار پر قبضے کو عدالتی جواز فراہم کرنے کی تاریخ بھی پاکستان کے آئینی اداروں کی ساکھ پر سوالات اٹھاتی رہی ہے۔ قانون کی حکمرانی کے عالمی اشاریے میں پاکستان کی انتہائی کمزور پوزیشن بھی تشویش کا باعث ہے۔ ورلڈ جسٹس پروجیکٹ کے 2025 کے اشاریے میں پاکستان 143 ممالک اور خطوں میں 130 ویں نمبر پر تھا۔ تجزیے کے مطابق یہ درجہ بندی کسی مخصوص مقدمے میں جرم یا بے گناہی ثابت نہیں کرتی، لیکن عدالتی نظام پر اعتماد کی کمزور بنیادوں کو ضرور ظاہر کرتی ہے۔ عمران خان کے اہل خانہ اور وکلا نے جیل میں ان کے ساتھ مبینہ ناروا سلوک، طبی سہولتوں کی کمی اور قانونی رسائی میں رکاوٹوں کی شکایات کی ہیں، جبکہ حکام ان الزامات کی تردید کرتے رہے ہیں۔

چین کے زیرِ انتظام مکاؤ میں جمہوریت نواز سابق رکن اسمبلی کو ساڑھے 12 سال قید

مکاؤ، 6 نومبر۔ ایم این این۔ چین کے زیر انتظام خصوصی علاقے مکاؤ میں جمہوریت نواز سابق رکن اسمبلی آؤ کام سان کو قومی سلامتی کے قانون کے تحت ساڑھے 12 سال قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ یہ مکاؤ کی تاریخ میں قومی سلامتی کے قانون کے تحت پہلا معروف مقدمہ ہے، جس نے سیاسی آزادیوں، انسانی حقوق اور عدالتی شفافیت کے حوالے سے نئے سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ 69 سالہ آؤ کام سان کو جولائی 2025 میں گرفتار کیا گیا تھا۔ عدالت نے انہیں ریاستی اقتدار کے خلاف تخریبی سرگرمیوں، خفیہ معلومات افشا کرنے اور بیرونی تنظیموں کے ساتھ ایسے روابط قائم کرنے کا مجرم قرار دیا جنہیں قومی سلامتی کے لیے خطرہ تصور کیا گیا۔ عدالت کے مطابق آؤ کام سان نے طویل عرصے تک بیرون ملک موجود تنظیموں کے ساتھ تعاون کیا اور ایسی معلومات پھیلانے میں مدد دی جن کا مقصد چینی حکومت کے خلاف عوامی جذبات بھڑکانا اور ملک کے سیاسی نظام کو نقصان پہنچانا تھا۔ تاہم انسانی حقوق کے کارکنوں نے اس مقدمے کی شفافیت پر شدید تحفظات ظاہر کیے ہیں۔ مقدمے کی سماعت تنہر میں بند کمرے میں ہوئی، جبکہ ملزم کے اہل خانہ کا کہنا ہے کہ انہیں تقریباً ایک سال تک آؤ کام سان سے براہ راست رابطے اور اپنی پسند کے وکیل تک رسائی نہیں دی گئی۔ آؤ کام سان تقریباً دو دہائیوں تک مکاؤ کی قانون ساز اسمبلی کے رکن رہے اور جمہوری اصلاحات، شہری آزادیوں اور حکومتی احتساب کے حامی سمجھے جاتے تھے۔ وہ 1989 میں بیجنگ کے تیانمن اسکوائر میں جمہوریت نواز مظاہرین کے خلاف کارروائی کی یاد میں منعقد ہونے والی تقریبات کے منتظمین میں بھی شامل رہے۔ مکاؤ 1999 میں پرتگال سے چین کے حوالے کیا گیا تھا اور اسے ہانگ کانگ کی طرح خصوصی انتظامی حیثیت حاصل ہے۔ تاہم حالیہ برسوں میں قومی سلامتی کے قوانین سخت ہونے کے بعد سیاسی اختلاف رائے کی گنجائش محدود ہونے کے خدشات بڑھ گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے فیصلے پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس نوعیت کی کارروائیاں پرامن سیاسی ناقدین میں خوف پیدا کر سکتی ہیں۔ مبصرین کے مطابق آؤ کام سان کو سنائی گئی سزا مکاؤ میں سیاسی آزادیوں کے مستقبل کے حوالے سے ایک اہم فکر انگیز رفت ہے، خصوصاً ایسے وقت میں جب ہانگ کانگ میں بھی قومی سلامتی کے قوانین کے تحت جمہوریت نواز شخصیات کے خلاف سخت سزاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔

قابلِ تجدید توانائی 2030 تک بھارت کو کوئلے اور گیس کی درآمدات پر 240 ارب ڈالر کی بچت فراہم کر سکتی ہے: آئی ای اے

نئی دہلی۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ انٹرنیشنل انرجی ایجنسی کے مطابق، بھارت میں قابل تجدید توانائی کی بڑھتی ہوئی صلاحیت ملک کو 2030 تک کوئلے اور قدرتی گیس کی درآمدات پر مجموعی طور پر تقریباً 240 ارب ڈالر بچانے میں مدد دے سکتی ہے۔ اس سے توانائی کی حفاظت مضبوط ہوگی اور بین الاقوامی سطح پر ایندھن کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے پیدا ہونے والے خطرات میں کمی آئے گی۔ جیسے جیسے شمسی اور ہوائی توانائی درآمد شدہ فوسل فیولز کی جگہ لیں گی، بچت میں اضافہ متوقع ہے۔ اندازہ ہے کہ 2030 تک سالانہ بچت تقریباً 35 ارب ڈالر تک پہنچ جائے گی، جو مالی سال 2024-25 میں بھارت کے تان کوکنگ کول اور قدرتی گیس کے درآمدی بل سے بھی زیادہ ہوگی۔ آئی ای اے نے اپنی رپورٹ انڈیا ریفارمز ایکسل انرجی مارکیٹ رپورٹ 2026 میں کہا ہے کہ قابل تجدید ذرائع سے حاصل ہونے والی بجلی نے 2011 سے 2025 کے درمیان کوئلے اور قدرتی گیس کی درآمدات پر ہونے والے مجموعی اخراجات میں پہلے ہی 100 ارب ڈالر سے زائد کی کمی کر دی ہے۔ ایجنسی کا کہنا ہے کہ اگر یہ فرق کر لیا جائے کہ ایندھن کی قیمتیں 2024-2025 کے دوران دیکھی گئی اوسط سطح کے قریب ہی رہتی ہیں، تو 2030 تک مجموعی بچت 240 ارب ڈالر تک پہنچ سکتی ہے۔ اس بچت میں سب سے بڑا حصہ شمسی فوٹو وولٹک توانائی کا متوقع ہے، جو تقریباً 60 فیصد حصہ ڈالے گی، جبکہ ہوائی توانائی کا حصہ تقریباً 30 فیصد رہنے کا امکان ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فوسل فیولز کی درآمدات میں سالانہ بچت 2030 تک تقریباً 35 ارب ڈالر تک پہنچنے کی توقع ہے، جو مالی سال 2024-25 میں بھارت کے تان کوکنگ کول اور قدرتی گیس کے اصل درآمدی بل سے زیادہ ہوگی۔ ایجنسی نے نشاندہی کی کہ قابل تجدید توانائی کے پھیلاؤ نے پہلے ہی درآمد شدہ کوئلے پر بھارت کے انحصار کو کم کرنے میں مدد دی ہے۔ اگر 2010 کے بعد سے شمسی پی وی، ہوائی توانائی اور بائیو اینرجی کی صلاحیتوں میں اضافہ نہ کیا جاتا، تو 2025 میں کوئلے کی درآمدات تقریباً 110 ملین ٹن زیادہ ہوتیں۔ آئی ای اے نے کہا کہ "اگر 2010 کے بعد سے شمسی پی وی، ہوا اور بائیو انرجی کی صلاحیت میں اضافہ نہ کیا گیا ہوتا، تو 2025 میں کوئلے کی درآمدات تقریباً 110 ملین ٹن زیادہ ہوتیں، اور بجلی کی پیداوار کے لیے درآمدات پر انحصار 30 فیصد سے تجاوز کر جاتا، جو کہ موجودہ سطح کے مقابلے میں تقریباً دوگنا ہے۔" توقع ہے کہ 2030 تک بھارت میں قابل تجدید توانائی کی صلاحیت تقریباً 530 گیگاواٹ تک پہنچ جائے گی۔ اس میں شمسی پی وی کا حصہ سب سے زیادہ ہوگا، جس کے 350 گیگاواٹ سے زائد ہونے کا تخمینہ ہے۔ ہوا سے حاصل ہونے والی توانائی کی صلاحیت 90 گیگاواٹ تک پہنچنے کی توقع ہے، جبکہ بین بجلی کی صلاحیت 75 گیگاواٹ تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ بھی توقع ہے کہ 2030 تک بھارت کی بجلی کی پیداوار میں قابل تجدید توانائی کا حصہ 35 فیصد ہوگا، اور اس کی پیداوار 950 ٹیرا واٹ آورز کے قریب پہنچ جائے گی، جو کہ موجودہ سطح سے تقریباً دوگنا ہے۔

آپریشن کے چند ہفتوں بعد ہفتے میں 40 گھنٹے کام کرنے کا حکم، فوری رہائی کا مطالبہ

بیجنگ۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ چین میں آزادیٔ صحافت اور انسانی حقوق کی صورتحال پر ایک مرتبہ پھر سنگین سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ چینی حکام پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے کینسر کے مرض میں مبتلا 64 سالہ صحافی ڈونگ یو یو کو پھیپھڑے کے بڑے آپریشن کے محض چند ہفتوں بعد جیل میں دوبارہ جبری مشقت کرنے کا حکم دیا ہے۔ صحافیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے سرگرم بین الاقوامی تنظیم کمیٹی ٹو پروٹیکٹ جرنلسٹس (سی پی جے) نے اس اقدام کی سخت مذمت کرتے ہوئے چینی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ڈونگ یو یو کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر فوری رہا کیا جائے اور ان سے جبری مشقت لینے کا سلسلہ بند کیا جائے۔ ڈونگ یو یو جاسوسی کے الزام میں سات سال قید کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ ان کے اہل خانہ کے مطابق جیل حکام نے 12 اکتوبر کو انہیں دوبارہ کام شروع کرنے کا حکم دیا، جس کے تحت انہیں ہفتے میں تقریباً 40 گھنٹے کپڑے تیار کرنے کا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اہل خانہ کا کہنا ہے کہ اگست میں بیجنگ کے ایک جیل اسپتال میں ان کے سرطان زدہ پھیپھڑے سے رسولی نکالنے کے لیے آپریشن کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود انہیں مناسب آرام اور صحت یابی کا وقت دیے بغیر دوبارہ مشقت پر لگا دیا گیا۔ خاندان کے مطابق آپریشن کے بعد سے ڈونگ یو یو کی صحت مسلسل خراب ہو رہی ہے اور انہیں فوری طبی دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ ان کے پھیپھڑے میں رسولی کا انکشاف مئی میں ہوا تھا، جب دل کی دھڑکن میں بے ترتیبی اور غیر معمولی وزن کم ہونے کی شکایت پر انہیں اسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ سی پی جے کی ایشیا پیسفک ڈائریکٹر بیونے پی نے چینی حکام کے فیصلے کو غیر انسانی قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایک 64 سالہ شخص کو بڑے آپریشن کے چند ہفتوں بعد جبری مشقت پر مجبور کرنا اس کی زندگی اور صحت کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈونگ یو یو کو جاسوسی کے ایسے الزامات کے تحت قید کیا گیا ہے جنہیں تنظیم بے بنیاد سمجھتی ہے۔ ان کے مطابق چینی حکومت کو فوری طور پر ان سے مشقت لینے کا حکم واپس لینا چاہیے اور انسانی بنیادوں پر انہیں رہا کرنا چاہیے۔ ڈونگ یو یو کے اہل خانہ نے ان کی جیل منتقلی پر بھی تشویش ظاہر کی ہے۔ مارچ میں انہیں بیجنگ کی نہر دو جیل سے تیانجن شہر کی چاؤ بائی جیل منتقل کر دیا گیا تھا، جو ان کے گھر سے تقریباً 168 کلومیٹر دور واقع ہے۔ اس منتقلی سے قبل اہل خانہ تقریباً 40 منٹ میں جیل پہنچ سکتے تھے، لیکن اب ملاقات کے لیے دو گھنٹے سے زیادہ سفر کرنا پڑتا ہے۔ خاندان کا کہنا ہے کہ اس فیصلے نے باہر سے ملاقات اور ان کی صحت کی نگرانی مزید مشکل بنا دی ہے۔ ڈونگ یو یو بین کے سرکاری اخبار گوانگ منگ ڈیلی میں طویل عرصے تک ایڈیٹر اور کالم نگار رہے ہیں۔

گوادر سے جبری لاپتہ نوجوان کی لاش برآمد

گوادر۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ پاکستانی فورسز نے نوجوان کو حراست میں لینے کے بعد نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا تھا۔ بلوچستان کے ساحلی شہر گوادر سے اطلاعات کے مطابق گزشتہ ماہ 15 اکتوبر 2025 کو گوادر کے ملاتے شادی کور سے پاکستانی فورسز کے ہاتھوں حراست میں لیے جانے کے بعد جبری گمشدگی کا نشانہ بننے والے نوجوان احمد دلہ گہرام بلوچ کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ اطلاعات کے مطابق احمد بلوچ کو 5 اکتوبر 2025 کو پاکستانی فورسز نے تحویل میں لے کر نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا تھا، رواں سال 19 اکتوبر کو ان کی لاش گوادر سے برآمد ہوئی۔ احمد بلوچ کی جبری گمشدگی اور بعد ازاں قتل کیے جانے کی تصدیق بلوچ انسانی حقوق کے اداروں نے بھی کی ہے۔

بھارت مصنوعی ذہانت کے حوالے سے غیر معمولی طور پر مثبت رویہ رکھتا ہے: سیم آلٹمین

نئی دہلی۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ اوپن اے آئی' کے سی ای او سیم آلٹمین نے کہا ہے کہ بھارت جیسے ترقی پذیر ممالک، جہاں معیشت تیزی سے ترقی کر رہی ہے، وہاں مصنوعی ذہانت (AI) کو ترقی یافتہ ممالک کی نسبت زیادہ خوش آئند سمجھا جاتا ہے۔ راج شاہی کے چاؤ کاسٹ انکیوبیٹر گیٹ وے' میں گفتگو کرتے ہوئے آلٹمین نے کہا، یہ ایک حیران کن فرق ہے۔ بھارت دنیا میں ہماری سب سے بڑی مارکیٹ ہے اور یہاں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بھارت، خاص طور پر امریکہ کے مقابلے میں، مصنوعی ذہانت کے حوالے سے غیر معمولی طور پر مثبت رویہ رکھتا ہے۔ اوپن اے آئی کے سی ای او نے کہا: "میرا خیال ہے کہ امریکہ، کم از کم اپنی ظاہری ترجیحات کے لحاظ سے، باقی دنیا کے مقابلے میں مصنوعی ذہانت کے بارے میں غیر معمولی طور پر منفی رویہ رکھتا ہے۔ جبکہ بھارت شاید غیر معمولی طور پر مثبت ہے۔" ایک گھنٹے طویل گفتگو میں، آلٹمین نے مصنوعی ذہانت کے بارے میں بھارت کے پرامید نقطہ نظر کی تعریف کی اور کہا کہ یہ ملک مصنوعی ذہانت کے مستقبل کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ انہوں نے اوپن اے آئی کی تشکیل کے پیچھے لیے گئے فیصلوں اور مصنوعی ذہانت سے وابستہ خطرات پر بھی بات کی۔ انہوں نے کہا، "لوگ کمپنیاں بنانے کے لیے مصنوعی ذہانت کا حیرت انگیز طریقوں سے استعمال کر رہے ہیں۔ اس دوران انہوں نے بھارت کی ایک مثال دی جہاں ایک اسکول کے طالب علم نے اوپن اے آئی کے ٹولز کا استعمال کرتے ہوئے اپنے اسکول کے لیے فنڈز اکٹھے کیے۔ آلٹمین نے خود کو ٹیکنالوجی کا شوقین، دنیا کے بارے میں تجسس رکھنے والا، اور ایک ایسا شخص قرار دیا جسے پورا یقین ہے کہ مصنوعی ذہانت ہر انسان کی زندگی پر اثر انداز ہوگی۔ اوپن اے آئی کی سربراہی کے حوالے سے بات کرتے ہوئے، شوائی نے آلٹمین سے پوچھا کہ کیا بطور انسان ان کی اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔ آلٹمین نے کہا، "یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص 'سپر انٹیلی جنس' (انتہائی اعلیٰ مصنوعی ذہانت) تخلیق کرے اور اس کی اپنی زندگی ہنگامہ خیز نہ ہو۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ میں اس صورتحال کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوں۔ میں اپنے اردگرد ہونے والی شدید افراتفری یا ہنگامہ خیزی کو سنبھال سکتا ہوں۔" آلٹمین نے کہا کہ ان جیسے عہدوں پر فائز بہت سے لوگوں کے ساتھ معاملات اس لیے بگڑ جاتے ہیں کیونکہ وہ ایسے لوگوں سے گھر جاتے ہیں جو ہر بات پر صرف 'ہاں' میں 'ہاں' ملاتے ہیں۔ آلٹمین نے کہا، "آپ کو واقعی ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ کے فیصلوں پر تنقیدی رائے دیں یا اختلاف کر سکیں۔" انہوں نے مزید کہا، اپنے پرانے دوستوں کا آس پاس ہونا بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔ ایک ایسا ماحول بنانا اہم ہے جہاں آپ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں جو آپ کے فیصلوں پر اختلاف رائے کرتے ہیں۔ آلٹمین نے کہا کہ مصنوعی ذہانت جیسی چیزیں تاریخ میں صرف ایک بار ہی رونما ہوتی ہیں۔ آلٹمین نے کہا، "میرا خیال ہے کہ بہت سے لوگ غیر معمولی چیزیں تخلیق کر رہے ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں جس رفتار سے بہترین کمپنیاں وجود میں آ رہی ہیں، ایسی شرح میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ یہ یقیناً اب تک کا بہترین دور ہے۔ میرا ماننا ہے کہ نئی کمپنی یا کوئی حقیقی منصوبہ شروع کرنے کے لیے، غالباً یہ تاریخ کا بہترین وقت ہے۔

شیخ حسینہ نے مزدوروں کی تنخواہیں بڑھائیں، موجودہ حکومت لاٹھیاں برسا رہی ہے

ڈھاکہ۔ 6 نومبر۔ ایم این این۔ بنگلہ دیش میں گارمنٹس فیکٹریوں کے مزدوروں کے جاری احتجاج، پولیس کارروائیوں اور ایک نوجوان مزدور کی ہلاکت نے ملک کی موجودہ حکومت کی معاشی اور مزدور پالیسیوں پر نئے سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ ایک حالیہ سیاسی تجزیے میں سابق وزیر اعظم شیخ حسینہ کے دور میں مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافے اور موجودہ یونس حکومت کے تحت احتجاج سے نمٹنے کے طریقوں کا موازنہ کرتے ہوئے سخت تنقید کی گئی ہے۔ تجزیے کے مطابق غازی پور میں 21 سالہ توفیق شیخ کی ہلاکت نے مزدوروں میں غم و غصے کی نئی لہر پیدا کر دی ہے۔ توفیق گزشتہ پانچ برسوں سے گارمنٹس فیکٹریوں میں کام کر رہا تھا۔ الزام ہے کہ فیکٹری کے باہر ہونے والے ایک حملے کی ویڈیو بناتے ہوئے اسے شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اگلے روز اسپتال میں اس کی موت ہو گئی۔ بنگلہ دیش میں کم از کم 529 فیکٹریوں کے مزدور احتجاج میں شریک ہوئے ہیں۔ مظاہرین کا کہنا ہے کہ خوراک، گیس، بجلی، مکان کے کرائے اور دیگر ضروریات زندگی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باعث موجودہ تنخواہوں میں گزارہ کرنا ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ مزدور کم از کم ماہانہ اجرت 30 ہزار ٹکہ مقرر کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مظاہروں کے دوران پولیس کی جانب سے آنسو گیس، ساؤنڈ گرینیڈز اور ربڑ کی گولیوں کے استعمال کی اطلاعات سامنے آئی ہیں۔ حکومت نے بعض مظاہروں کو منظم سیاسی تشدد قرار دیا ہے، جبکہ مزدور تنظیموں کا مؤقف ہے کہ ان کے بنیادی معاشی مطالبات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ تجزیے میں شیخ حسینہ کے دور حکومت کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ 2009 میں گارمنٹس مزدوروں کی کم از کم ماہانہ اجرت تقریباً 1,662 ٹکہ تھی۔ ان کے دور میں یہ اجرت 2010 میں 3,000 ٹکہ، 2013 میں 5,300 ٹکہ، 2018 میں 8,000 ٹکہ اور 2023 میں 12,500 ٹکہ تک بڑھائی گئی۔ اس طرح شیخ حسینہ کے اقتدار کے دوران کم از کم اجرت میں تقریباً ساڑھے سات گنا اضافہ ہوا۔ تاہم اس دوران بھی اجرتوں، مہنگائی اور کام کے حالات پر مزدوروں کے احتجاج ہوتے رہے تھے۔ تجزیے میں 2013 کے رانا پلازہ سانحے کے بعد مزدور قوانین میں اصلاحات، ٹریڈ یونین بنانے کے عمل میں آسانی اور فیکٹریوں میں حفاظتی انتظامات کو مضبوط بنانے کے اقدامات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ حسینہ کے دور میں بنگلہ دیش کی گارمنٹس صنعت نے نمایاں ترقی کی۔ اس شعبے کی برآمدات مالی سال 2008-09 میں تقریباً 12 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 2022-23 میں تقریباً 47 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جس سے بنگلہ دیش دنیا کے بڑے ملبوسات برآمد کرنے والے ممالک میں شامل ہو گیا۔ اسی عرصے میں ملک میں غربت کی شرح میں بھی کمی آئی۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق قومی غربت کی شرح 2005 میں تقریباً 40 فیصد سے کم ہو کر 2022 میں 18.7 فیصد رہ گئی، جبکہ انتہائی غربت کی شرح 6.5 فیصد تک پہنچ گئی۔ تجزیے میں خواتین کی معاشی خودمختاری کے مسئلے پر بھی تشویش ظاہر کی گئی ہے۔ بنگلہ دیش کی گارمنٹس صنعت میں خواتین کی بڑی تعداد کام کرتی ہے اور یہ شعبہ لاکھوں خاندانوں کی آمدنی کا بنیادی ذریعہ ہے۔

Published by Mir Amjad Ali Khan. 16 9 407 A, Old Malakpet Hyderabad- 36. Contact +919885106759. R.N.I. 62210/1995,
Email: Editorial@hindustandailynewspaper.com www.hindustandailynewspaper.com Hindustan Daily Newspaper Urdu